بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و علی ازواجہ و الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

فرقہ واریت کی لعنت اور مسلک پرستی کی نحوست سے بچ کر قرآنِ حکیم ، صحیح الاسناد اَحادیث اور اِجماعِ اُمت کو حجت و دلیل بناتا ہوا
تاریخ کی جھوٹی ، بے سند اور ضعیف الاسناد روایات سے محفوظ اور **72- شہداء کربلا** سے اِظہارِ عقیدت پر مشتمل تحقیقی مقالہ

واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر 72- صحیح الاسناد اَحادیث کی روشنی میں

تمام اَحادیث اہلسنّت کی مستند کتابوں سے ہیں اور اُنکے نمبرز علمائے حرمین، بیروت اور دار السلام کی انٹرنیشنل نمبرنگ کے عین مطابق ہیں

میرے مسلمان بھائیو ! شیطانی وسوسوں کے باوجود اَپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ اِس تحریر کو اوّل تا آخر لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں!

★ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۙ○
اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ○ [سُورۃُ البقرۃ : 159 اور 160]

ترجمہ : ''بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی واضح آیات اور راہنمائی کی باتوں کو چھپاتے ہیں جبکہ ہم نے تو کتاب میں اُسے لوگوں کیلئے خوب بیان کر دیا، تو اُنھی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ سوائے اُن لوگوں کہ جنھوں نے توبہ کر لی اور اَپنی اِصلاح بھی کر لی اور اُس (چھپائے ہوئے علم) کو بیان بھی کر دیا، تو میں بھی اُن پر مہربان ہو جاؤں گا اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان ہوں۔''

★ عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ : مَنۡ سُئِلَ عَنۡ عِلۡمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ کَتَمَہٗ اُلۡجِمَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنۡ نَّارٍ

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جو اُس شخص کو معلوم تھی پھر بھی اُس نے اُس (علم کی بات) کو چھپا لیا تو اَیسے شخص کو قیامت کے دِن (اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پہ) آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ''

[جامع ترمذی : 2649 ، سُنن ابی داؤد : 3658 ، سُنن ابنِ ماجہ : 261 ، مِشکوٰۃُ المصابیح : 223 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (اَلمُتوفی- **261** ہجری) اَپنی شہرہ آفاق تالیف ''صحیح مُسلم شریف'' کو جمع فرمانے کی حکمت یوں لکھتے ہیں: ''(اَے شاگرد !) جب تم نے مجھ سے اِس عظیم کام کی فرمائش کی (یعنی صحیح مُسلم کی تالیف) تو میں نے سوچا کہ اگر میں اِس کا اِرادہ کر لوں اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو اِس کا فائدہ سب سے پہلے بطورِ خاص مجھے ہی حاصل ہوگا، اِسکے اَسباب بہت ہیں مگر اُنکے ذکر سے (یہ تمہیدی) گفتگو لمبی ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ اِس پختہ طریقہ سے تھوڑی مقدار میں روایات کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنا زیادہ آسان اور مفید ہے بجائے بہت زیادہ روایات جمع کرنے کے، بطورِ خاص عوام الناس کیلئے کہ جنھیں اَحادیث (کے صحیح یا ضعیف ہونے) کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ اُنکی راہنمائی کوئی دوسرا نہ کر دے۔ جب اَیسی صورتحال ہو جو ہم نے بیان کی، تو تھوڑی تعداد میں صحیح اَحادیث کا جمع کر دینا، زیادہ مقدار میں غیر مستند روایات کو جمع کرنے سے زیادہ نفع بخش ہوگا۔'' [صحیح مُسلم : المُقدمۃ]

منہجِ نبوی ﷺ پر قائم خلافت راشدہ کی صحیح مدت کتنی تھی ؟ اور خلافت راشدہ کے اہل حقیقی خلفاء راشدین ؓ کون تھے ؟

01 سیدنا ابوبردہ ؓ اَپنے والد ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پھر ہم نے (بطور مشورہ) کہا کہ یہیں بیٹھے رہیں تاکہ نمازِ عشاء بھی رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھ لیں (تو بہتر ہوگا) چنانچہ ہم وہیں بیٹھے رہے، اِسی دوران رسولُ اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم اُس وقت سے یہیں (بیٹھے) ہو ؟ '' ہم نے عرض کیا اَے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ (نمازِ) مغرب پڑھی، پھر سوچا کہ یہیں بیٹھے رہتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء بھی پڑھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بہت اچھا کام کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اَپنا سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے آسمان کے لئے باعث اَمن ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آ جائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فنا)، اور مَیں اپنے صحابہ ؓ کیلئے باعث اَمن ہوں، جب مَیں رخصت ہو گیا تو میرے صحابہ ؓ پر وہ چیز آئے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن و مصائب)، اور میرے صحابہ ؓ میری اُمت کیلئے باعث اَمن ہیں، جب میرے صحابہ ؓ رخصت ہو جائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آ جائے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن و مصائب جو مقدر ہیں)۔'' [صحیح مُسلم : 6466]

02 سیدنا نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے رازدار سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: مجھے اُمراء (حکمرانوں) کے بارے میں آپ ﷺ کا خطبہ یاد ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے اُٹھا لے گا، پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے بھی اُٹھا لے گا، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا اُسے بھی اٹھا لے گا، پھر جابرانہ بادشاہت ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ

02 چاہے گا، پھرجب اللہ تعالیٰ چاہے گا اُسے بھی اٹھالے گا، پھرنبوت کی طرز پرخلافت ہوگی (یعنی قربِ قیامت سے پہلے اِمام مہدی ﷺ کی خلافت راشدہ)۔ پھراس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔'' سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سفینہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: '' نبوت کی طرز پرخلافت 30 سال تک رہے گی، پھراللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔'' سعید تابعی کہتے ہیں کہ پھرسیدنا سفینہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سیدنا ابوبکر ﷺ کے 2 سال، سیدنا عمر ﷺ کے 10 سال، سیدنا عثمان ﷺ کے 12 سال اوراسی طرح سیدنا علی ﷺ کے 6 سال بھی شمار کرلو (یہ کل تیس 30 سال پورے ہوئے)۔ سعید تابعی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ﷺ سے عرض کی کہ یہ لوگ (یعنی بنواُمیہ) تو سمجھتے ہیں کہ سیدنا علی ﷺ خلیفہ (برحق) نہیں تھے ؟ تو سیدنا سفینہ ﷺ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا: '' بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے) بنومروان کی پیٹھ نے جھوٹ بولا ہے۔'' جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سفینہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں خلافت 30 برس رہے گی، پھراس کے بعد بادشاہت ہوگی۔'' پھرسیدنا سفینہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدنا ابوبکر ﷺ کی خلافت اورسیدنا عمر ﷺ کی خلافت اورسیدنا عثمان ﷺ کی خلافت اور پھرفرمایا سیدنا علی ﷺ کی خلافت بھی شمار کرو''۔ سعید تابعی کا بیان ہے کہ ہم نے یہ تمام مدت 30 سال پائی۔ سعید تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ﷺ سے عرض کی کہ بنواُمیہ کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ خلافت تو اُن میں ہے، تو سیدنا سفینہ ﷺ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا: ''یہ بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے یعنی بنواُمیہ اور بنومروان کے لوگ) بالکل جھوٹ بولتے ہیں بلکہ (حق تو یہ ہے کہ) وہ لوگ تو شریرترین حکومت کرنے والی ملوکیت (بادشاہت) ہیں۔''

[مُسندِ احمد : 18430 (جلد - 4 ، صفحہ - 273) ، مِشکوٰۃُ المصابیح : 5378 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[سُنن ابی داؤد : 4646 ، جامع ترمذی : 2226 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

03 سیدنا عمروبن میمون تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس زخم میں سیدنا عمربن خطاب ﷺ کی شہادت ہوئی، آپ ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے پیا مگروہ آپ ﷺ کے زخم سے بہہ نکلا تولوگوں کو یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ اِس زخم سے زندہ نہیں بچ پائیں گے، تولوگ آپ ﷺ کے گرد جمع ہوگئے ۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ لوگوں نے درخواست کی کہ امیرالمومنین! اپنے بعداپنے جانشین کی وصیت فرمادیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا ''میں اَپنے بعداِن 6-افراد سے بڑھ کراس معاملے (خلافت) کا کسی اورکوحقدارنہیں سمجھتا، جن سے نبی ﷺ اَپنی وفات تک راضی تھے۔'' پھرآپ ﷺ نے سیدنا علی ﷺ ، سیدنا عثمان ﷺ ، سیدنا زبیر ﷺ ، سیدنا طلحہ ﷺ ، سیدنا سعد ﷺ اورسیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کے نام لیے اور پھر (اَپنے بیٹے کی دل جوئی کیلئے) فرمایا کہ اِن 6-افراد کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ بھی (مشاورت میں) موجودہوگا، لیکن خلافت (کے اُمیدواروں) میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔'' ۔۔۔۔۔۔۔ پھرمزید فرمایا : ''میں اَپنے بعدوالے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اول کا خیال رکھے، اُن کے حقوق اوراحترام کوملحوظ خاطر رکھے اورمیں اُسے انصار کے بارے میں بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اُن سے حسن سلوک کرے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بہت پہلے اہل ایمان کو پناہ دی تھی۔ اُن کی اچھائیوں کی پذیرائی کی جائے اورکوتاہیوں سے صرف نظر کی جائے اورمیں تمام خلافت اسلامیہ کے متعلق بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ نومسلم رعایا اسلام کے مددگار اوربیت المال کی آمدن اوردشمن پررعب کا وسیلہ ہیں لہٰذا اُن سے اُن کی رضامندی کے ساتھ ہی اُن کا فالتو مال (بیت المال کے لئے) لیا جائے، اورمیں اُس (نئے خلیفہ) کو بدولوگوں سے متعلق بھی اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اوراسلام اُنہی سے پھیلا ہے، میں ہدایت کرتا ہوں کہ اُن سے (زکوٰۃ کی وصولی میں) گھٹیا مال لیا جائے اوراُنہی کے مستحقین میں تقسیم کیا جائے، میں اُس (نئے خلیفہ) کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اوراُس کے رسول ﷺ کے عائد کردہ عہد کا پاس رکھے اورعوام کے حقوق کی پوری ادائیگی کرے اورعوام کی طاقت سے بڑھ کراُن پر بوجھ نہ ڈالے۔'' [صحیح بُخاری : 3700]

نوٹ اُن 6-افراد میں سے 4-افراد: سیدنا زبیر ﷺ ، سیدنا طلحہ ﷺ ، سیدنا سعد ﷺ اورسیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ خود ہی دستبردار ہوگئے اور پھراُنھوں ہی نے باقی بچ جانے والے سیدنا علی ﷺ اورسیدنا عثمان ﷺ میں سے سیدنا عثمان ﷺ کو خلیفہ منتخب کرلیا اورسب سے پہلے سیدنا علی ﷺ نے ہی سیدنا عثمان ﷺ کی بیعت کی۔ لہٰذا سیدنا عثمان ﷺ کی شہادت کے بعد سیدنا علی ﷺ سے بڑھ کرکوئی بھی شخص خلافت کا حقدارنہیں تھا اِسی لئے صحابہ ﷺ نے سیدنا علی ﷺ کو سیدنا عثمان ﷺ کے بعد خلیفہ چن لیا تھا : [صحیح بُخاری : 3700 اور 7207]

04 سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ہمراہ سیدنا عمربن خطاب ﷺ کی میت کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ (سیدنا عمر ﷺ) پررحمت فرمائے، مجھے شروع ہی سے یہ اُمیدواثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اَپنے دونوں ساتھیوں (رسولُ اللہ ﷺ اورسیدنا ابوبکر ﷺ) کے ساتھ اکٹھا فرمادے گا، کیونکہ میں اکثر رسولُ اللہ ﷺ سے یہ سنا کرتا تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے : ''میں اورابوبکراورعمرتھے، میں اورابوبکراورعمرنے یہ کیا، میں اورابوبکراورعمرگئے۔'' تو میں توقع رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اُن دونوں ساتھیوں کے ساتھ (موت کے بعد بھی) اکٹھا فرمادے گا، سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے: ''جب میں نے (سیدنا عمر ﷺ کیلئے تعریفی کلمات کہنے والے) اُس شخص کی طرف مڑکر دیکھا تووہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷺ تھے۔'' [صحیح بُخاری : 3677 ، صحیح مُسلم : 6187]

05 سیدنا حذیفہ بن یمان ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمربن خطاب ﷺ کی صحبت میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: فتنے سے متعلق کوئی حدیث تم میں سے کسی کویاد ہے ؟ '' سیدنا حذیفہ ﷺ نے عرض کی (جی ہاں) آدمی کو بعض دفعہ اَپنے اہل وعیال، مال، اولاد اور پڑوسی سے فتنہ (آزمائش) لاحق ہوتا ہے اورنماز، خیرات اورامر بالمعروف و نہی عن المنکر سے اَیسے فتنے کا سدِ باب اورازالہ ہوجاتا ہے۔ سیدنا عمر ﷺ نے فرمایا: (نہیں) میں اِس قسم کے فتنوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں، بلکہ میرا سوال تو اُس فتنے سے متعلق ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح شدید ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہوگا۔ سیدنا حذیفہ ﷺ نے عرض کی: اَے امیرالمومنین! آپ ﷺ کو تو اُس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، آپ ﷺ اوراُس (عظیم) فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے۔ سیدنا عمر ﷺ نے پوچھا: وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ سیدنا حذیفہ ﷺ نے عرض کی: بلکہ اُسے توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر ﷺ

نے فرمایا: پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہونے پائے گا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں بالکل! (ایسا ہی ہوگا)۔ تابعین کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ دروازہ سے مراد کیا چیز ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! بالکل اُنکو ایسے ہی معلوم تھا جیسے آج کے بعد آنے والے کل کا علم یقینی ہوتا ہے، کیونکہ میں نے کوئی غلط حدیث تو اُنہیں بیان نہیں کی تھی! تابعین کہتے ہیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوئی کہ ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ سکیں کہ اُس دروازے سے مراد کیا چیز تھی؟ چنانچہ ہم نے مسروق تابعی سے کہا کہ تم پوچھو، تو اُنکے پوچھنے پہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اُس دروازے سے مراد خود ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ'' ہی تو تھے۔''

[صحیح بُخاری : 7096 ، صحیح مُسلم : 7268]

06 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں (اپنی ہمشیرہ) اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اِس حال میں کہ خواتینِ خانہ زیور پہننے میں مصروف تھیں، میں نے اُن سے عرض کی: لوگوں کا معاملہ جو صورت اختیار کر گیا ہے، آپ بخوبی اُس سے واقف ہیں، میرا تو کوئی دخل اِس اَمر (خلافت اور اقتدار) میں نہیں رہ گیا۔ اُم المومنین نے فرمایا تم اَبھی جاؤ کیونکہ لوگ تمہارا اِنتظار کر رہے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے اِنتشار و افتراق پیدا ہوگا۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے باصرار اُنہیں بھیج کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ سب لوگ متفرق ٹکڑیوں میں بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے (مسئلہ تحکیم کے بعد پہلی دفعہ) وہاں (مدینہ شریف میں) خطبہ دیا اور کہا: ''جو کوئی اِس اَمر (خلافت و اقتدار) میں بولنا چاہتا ہے، تو وہ ذرا سر اُٹھا کے تو دکھائے، یقیناً ہم اُسکے اور اُسکے باپ سے بھی زیادہ اِس (خلافت و اقتدار) کے مستحق ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے بعد میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اَے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پھر آپ نے اُن (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنی گوٹھ کھولوں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دوں کہ اِس اَمر (خلافت) کا تم سے بڑھ کر حقدار تو وہ ہے جس نے تمہارے اور تمہارے باپ کے ساتھ اِسلام کی خاطر جنگ کی تھی (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا پھر خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) مگر پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی اَیسی بات نہ کہہ بیٹھوں کہ جس سے اِنتشار پھیلے اور خون ریزی ہو اور میری بات کا غلط مطلب ہی سمجھ لیا جائے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنتی نعمتوں کو اَپنے تصور میں یاد کیا (اور صبر کر کے خاموش ہو رہا)۔ راویِ حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے اِس پر کہا: '' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (یوں خاموشی اختیار فرما کر) اَپنی جان بھی بچالی اور اَپنی عزت کو بھی (فتنہ و فساد سے) بچالیا۔''

[صحیح بُخاری : 4108]

07 سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمہا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اَپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسولُ اللہ ﷺ کے بعد (اِس اُمت کے لوگوں میں) سب سے اَفضل شخصیت کون سی ہیں؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا پھر اُن کے بعد کون ہیں؟ فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، پھر مجھے خدشہ ہوا کہ اگر اَب کی بار پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ اُن (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کے بعد تو آپ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) ہی (اَفضل) ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے (اِنتہائی اِنکساری کرتے ہوئے) فرمایا: '' میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔''

[صحیح بُخاری : 3671]

خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کرنا بدعت ہے! جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے!

08 سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز (اَپنی وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل) رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف رُخِ اَنور کر کے بہت ہی اثر اَنگیز خطبہ ارشاد فرمایا جس کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے کہا: اَے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں یوں لگتا ہے گویا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری وعظ و نصیحت ہے! لہٰذا آپ ﷺ ہمیں کوئی وصیت فرمایئے! تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور (اَپنے بعد کے حکمرانوں کی) بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو بھی میرے بعد زندہ رہا تو وہ بہت ہی اِختلاف دیکھے گا، دیکھنا اُس (اِختلاف کے وقت) تم میری سنت اور راست باز اور ہدایت یافتہ خلفاء رضی اللہ عنہم کی سنت پر کاربند رہنا، اور اُن کو خوب مضبوطی سے تھام لینا کہ چھوٹنے نہ پائیں اور (دین میں) کسی نئے کام کو جاری کرنے سے باز رہنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4607 ، جامع ترمذی : 2676 ، سُنن ابنِ ماجہ : 42 ، مِشکوٰۃُ المصابیح : 165 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

09 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کے اِنتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ اَپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، پھر ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہو لیے، اِسی دوران آپ ﷺ کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا، تو سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اُس مبارک جوتے کو مرمت کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور ہم رسولُ اللہ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اِنتظار میں رک گئے اور ہم بھی ٹھہر گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں ایک اَیسا (خوش نصیب) شخص بھی ہے کہ جو قرآن حکیم کی تفسیر کی خاطر (مسلمانوں سے) قتال کرے گا جیسا کہ مجھے قرآن حکیم کی تنزیل (یعنی حقانیت) کی خاطر (کفار سے) قتال کرنا پڑا۔'' یہ سن کر ہم سب شوق سے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے (اِس اُمید سے کہ شاید میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوں) اور اُس وقت ہمارے درمیان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا '' نہیں (تم میں سے کوئی بھی اَیسا شخص نہیں) بلکہ وہ (خوش نصیب) تو میرے جوتے کو گانٹھنے والا شخص ہے (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)۔ چنانچہ ہم سب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تا کہ اُنھیں یہ بشارت دیں۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''(یہ بشارت سننے کے بعد) سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ردِ عمل اَیسا تھا گویا کہ وہ پہلے ہی سے اِس بشارت کو جانتے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 11790 (جلد - 3، صفحہ - 82) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح ،سُنن نسائی الکبریٰ : 8457 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر : اِسنادہ صحیح]

10 سیدنا علقمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے وہ ملک شام گئے تو وہاں مسجد میں داخل ہو کر دُعا کی کہ اَے اللہ مجھے یہاں کوئی نیک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ (دُعا کی قبولیت ہوئی اور) وہ سیدنا

04 ابوالدرداء ؓ کے پاس جا بیٹھے۔ اُنہوں نے علقمہ تابعی سے پوچھا کہ تم کس علاقے سے ہو ؟ میں نے عرض کی کہ شہر کوفہ سے آیا ہوں، اُنھوں نے فرمایا : کیاتم میں سیدنا حذیفہ ؓ موجود نہیں ہیں کہ جنھیں رسولُ اللہ ﷺ کے خاص راز معلوم ہیں جنھیں اُن کے سوا کوئی اورنہیں جانتا ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں ! پھر سیدنا ابوالدرداء ؓ نے فرمایا : کیاتم (اہلِ کوفہ) میں سیدنا عمار بن یاسر ؓ جیسی شخصیت موجود نہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رسولُ اللہ ﷺ کی مبارک زبان کے ذریعے شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے ؟ [صحیح بُخاری : 3743]

11 سیدنا ابومریم اسدی تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا طلحہ ؓ ، سیدنا زبیر ؓ اوراُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو سیدنا علی ؓ نے سیدنا عمار بن یاسر ؓ اوراَپنے بیٹے سیدنا حسن ؓ کو ہمارے پاس کوفہ روانہ فرمایا (تاکہ وہاں سے فوجی مدد حاصل کرسکیں)۔ تو وہ دونوں ممبر پر چڑھے، سیدنا حسن ؓ ممبر کے اوپر والے حصہ پہ تشریف فرما ہوئے اورسیدنا عمار ؓ نیچے والے حصہ پہ کھڑے ہوئے۔ ہم سب اُن کی بات سننے کیلئے اِکٹھے ہوئے۔ سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے فرمایا : اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہوچکی ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا وآخرت میں رسولُ اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اِس وقت) اللہ تعالیٰ تمہارا اِمتحان فرمانا چاہتا ہے کہ تم (خلیفہ راشد کی اِطاعت کرنے کے سبب سے) اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیروی کرتے ہو ؟ [صحیح بُخاری : 7100]

12 سیدنا ابوبکرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ جنگِ جمل کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسولُ اللہ ﷺ کے فرمانِ مبارک سے بہت فائدہ پہنچایا جبکہ میں (سیدنا علی ؓ کے خلاف) جمل والوں کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں) شریک ہونے ہی والا تھا کہ اُن کی حمایت میں قتال کروں (مگر مجھے فرمانِ نبوی ﷺ یاد آگیا کہ) رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا: ''وہ قوم کبھی بھی فلاح (کامیابی) حاصل نہیں کرسکتی جو اَپنا سربراہ کسی عورت کو بنالے۔'' [صحیح بُخاری : 4425]

13 سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اَپنے لشکر کے ہمراہ بنوعامر کے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کتے بھونکنے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا : یہ کونسا چشمہ ہے ؟ جواب ملا کہ یہ چشمہ حوأب ہے! یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : پھر تو میں ضرور واپس ہی جاؤں گی۔ اِس فیصلہ پر آپ رضی اللہ عنہا کے کسی ساتھی نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسلمانوں میں اِتحاد کی کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ واِنتشار ختم ہوجائے جو شہادتِ سیدنا عثمان ؓ کے بعد سے جنم لے چکا تھا !)۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دِن مجھ سے رسولُ اللہ ﷺ نے (یہ غیبی خبر دیتے ہوئے بڑے اَفسوس کی حالت میں) اِرشاد فرمایا تھا : '' تم (اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا) کی حالت اُس وقت کیسی ہوگی، جب کہ اُس پر (مقامِ) حوأب کے کتے بھونکیں گے۔''

[مُسندِ احمد : 24299 (جلد - 6، صفحہ - 52) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : إسنادہ صحیح ،السلسلة الصحیحة : 474 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والالبانی : إسنادہ صحیح]

14 سیدنا عروہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اَپنے بھانجے اورعروہ تابعی کے بڑے بھائی) سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے اِن (رسولُ اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ) کے ساتھ (حجرہ مبارکہ میں) دفن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سوکنوں (رسولُ اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن) کے ساتھ بقیع غرقد میں دَفنانا، میں اِن (مبارک ہستیوں) کے ذریعے اَپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی ! المُصنف ابنِ ابی شیبة کی حدیث میں ہے کہ سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''مجھے رسولُ اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہوگیا ہے۔'' محدث اعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصر الدین اَلبانی رحمہ اللہ اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ''اِس نئے کام سے آپ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگِ جمل میں شرکت کرنا تھا کیونکہ بعد میں آپ رضی اللہ عنہا اِس سفر پر بہت ہی شرمندہ تھیں اوراَپنے اُس (عمل) سے توبہ کی۔ حالانکہ اُنھوں نے یہ کام بھی نیک نیتی سے ہی کیا تھا، بالکل اِسی طرح سیدنا طلحہ ؓ ، سیدنا زبیر ؓ اور دیگر کبار صحابہ ؓ نے بھی نیک نیتی کے ساتھ بھلائی کی اُمید پر اِصلاح کی غرض سے اِس سفر میں شرکت کی تھی۔ اِمام بخاری رحمہ اللہ نے بھی نقل فرمایا ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے سیدنا عمار بن یاسر ؓ اور اَپنے بیٹے سیدنا حسن ؓ کو کوفہ روانہ فرمایا (تاکہ وہاں سے فوجی مدد حاصل کرسکیں)۔ تو وہ دونوں ممبر پر چڑھے، سیدنا حسن ؓ ممبر کے اوپر والے حصہ پہ تشریف فرما ہوئے اور سیدنا عمار ؓ نیچے والے حصہ پہ کھڑے ہوئے۔ ہم سب اُن کی بات سننے کیلئے اِکٹھے ہوئے۔ سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہوچکی ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا وآخرت میں رسولُ اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اِس وقت) اللہ تعالیٰ تمہارا اِمتحان فرمانا چاہتا ہے کہ تم (خلیفہ راشد کی اِطاعت کرنے کے سبب سے) اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیروی کرتے ہو ؟ اورسیدنا عمار بن یاسر ؓ کا یہ خطبہ جنگِ جمل سے پہلے کا ہے تاکہ لوگوں کو اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اُس جنگ میں ساتھ دینے سے باز رکھ سکیں۔''

[صحیح بُخاری : 1391 ، المُصنف ابنِ ابی شیبة : 37772 ، قال الشیخ الالبانی : إسنادہ صحیح ، السلسلة الصحیحة : 474 ، قال الشیخ الالبانی : إسنادہ صحیح]

15 سیدنا قیس بن حازم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''میں نے مروان بن حکم (جو جنگِ جمل میں بنواُمیہ کی طرف سے لوگوں کو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے خلاف بھڑکانے والوں کا سرغنہ تھا) کو (جنگِ جمل کے) اُس دِن سیدنا طلحہ ؓ پر ہی تیر چلاتے ہوئے دیکھا تھا، جو اُن کے گھٹنے میں لگا اور وہ اُسی زخمی حالت میں مسلسل تسبیح کہتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 5591 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : إسنادہ صحیح]

16 سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ میں، سیدنا عثمان ؓ ، سیدنا طلحہ ؓ اورسیدنا زبیر ؓ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' اورہم اُن کے سینوں میں سے ہر قسم کا کینہ کھینچ نکالیں گے (اور وہ) بھائیوں کی طرح (جنت کے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ [اَلحِجر : 47] ''

[المُصنف ابنِ ابی شیبة : 37821 ، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل : 1021 (جلد - 3 ، صفحہ - 35) ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : إسنادہ صحیح]

17 سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور (اَپنے بیٹے) سیدنا علی بن عبداللہ رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم دونوں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اُن سے اُنکی (روایت کی گئی ایک خاص) حدیث سنو، چنانچہ جب ہم اُن کے پاس گئے تو وہ اور اُن کا بھائی اَپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ (ہمارے قریب) آ گئے اور گوٹھ لگا کر (دل جمعی کے ساتھ) بیٹھ گئے اور پھر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان فرمایا: '' ہم لوگ مسجد (نبوی ﷺ کی تعمیر کیلئے) کی اِینٹیں ایک ایک کر کے اُٹھا رہے تھے جبکہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (اَپنے شوق اور جذبہ کے باعث ایک کی بجائے) دو دو اِینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ (اِسی دوران) رسولُ اللہ ﷺ جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو (اَپنے مبارک ہاتھوں سے) اُن کے سرِ مبارک سے گرد اور مٹی جھاڑتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''(اَفسوس!) عمار کی کم بختی! اِسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار تو اُنہیں جنت کی طرف بلا رہا ہو گا جبکہ وہ لوگ عمار کو آگ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے دُعا کی: '' اَے اللہ تعالیٰ میں اُس فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

[صحیح بُخاری : 2812 اور 447 ، صحیح مُسلم : 7320]

18 سیدنا کلثوم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم واسط (جو عراق کا ایک شہر ہے) میں سیدنا عبدالاعلیٰ تابعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اَچانک وہاں ایک شخص کو دیکھا جن کا نام تھا: ''سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ'' اُنھوں نے پانی مانگا تو ایک چاندی کے نقش و نگار والے برتن میں اُن کیلئے پانی لایا گیا مگر اُنھوں نے پینے سے اِنکار کر دیا اور پھر رسولُ اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے (بڑی حسرت کے ساتھ) بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ اِرشاد فرمایا تھا : ''دیکھنا میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ مزید فرمانے لگے کہ ایک موقع پر مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فلاں (میری ایک محبوب شخصیت) کا تذکرہ برائی کے ساتھ کر رہا تھا، تو مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر لشکر میں تُو میرے ہتھے چڑھ گیا (تو تجھ سے نمٹ لوں گا)۔ پھر جب جنگِ صفین کا دِن برپا ہوا تو اَچانک وہی شخص مجھے (میدانِ جنگ میں) مل گیا۔ اُس نے زرہ پہن رکھی تھی، مجھے زرہ میں ایک شگاف نظر آ گیا تو مَیں نے تاک لگا کر نیزہ مارا اور اُسے مار ڈالا۔ لیکن پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ (مقتول شخص تو) سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے (یعنی اُس وقت تک سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ خود بھی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اَہم مرتبے سے ناواقف تھے)۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ خود سے مخاطب ہوئے اور کہا (تعجب ہے کہ) ایک طرف تو اِن ہاتھوں نے چاندی کے برتن میں پانی پینے کو تو پسند نہ کیا اور دوسری طرف سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) مُسندِ اَحمد کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا محمد بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں اور (یاد کرو کہ) رسولُ اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی: '' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فوراً گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور مسلسل ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھتے ہوئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اُنہیں گھبرایا ہوا دیکھ کر) پوچھا ''کیا ہوا؟'' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اُنھیں جواب دیا: ''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''حضرت عمار بن یاسر قتل ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گیا ؟'' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:'' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آ کر) کہا:''تم اَپنے ہی پیشاب میں پھسل جاؤ'' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ہم نے قتل کیا ہے ؟؟؟ (پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے کہا) اُنھیں تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اُنکے ساتھیوں نے قتل کیا ہے کہ اُنکو اَپنے ساتھ لائے اور ہمارے نیزوں کے آگے ڈال دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) مُسندِ اَحمد کی ہی ایک اور حدیث میں اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ اِنھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: '' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کا قاتل اور اُن کا سامان (مالِ غنیمت کے طور پر) لُوٹنے والا جہنم میں جائے گا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) کسی نے پوچھا کہ خود آپ رضی اللہ عنہ بھی تو اُن (سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) سے لڑنے والے گروہ میں شامل ہیں؟ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے (بھی اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے) کہا : ''رسولُ اللہ ﷺ نے تو صرف قاتل اور سامان لوٹنے والے (کیلئے ہی جہنم رسید ہونے) کا ذکر کیا تھا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک)

[مُسندِ احمد : 16744 (جلد - 4 ، صفحہ - 76) ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 17813 (جلد - 4 ، صفحہ - 199) اور 17811 (جلد - 4 ، صفحہ - 198) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 5661 ، قال الامام حاکم و الذہبی : اِسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مُسلم ، السلسلۃ الصحیحۃ : 2008 ، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

19 سیدنا ابن شماسہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ نزع کے عالم میں تھے، وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اَپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ (یہ دیکھ کر) اُنکے بیٹے نے کہا: اَبا جان ! آپ رضی اللہ عنہ کو تو رسولُ اللہ ﷺ نے فلاں بشارت دی تھی، فلاں خوشخبری دی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رُخ پھیر کر کہا ''ہم صحابہ رضی اللہ عنہم (بشارتوں سے بھی بڑھ کر) زیادہ اَفضل عمل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کو خیال کیا کرتے تھے۔ (اَے میرے بیٹے !) میری زندگی میں 3-اَدوار گزرے ہیں۔ پہلے (دَورِ جاہلیت میں) میرا یہ حال تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی اور شخص رسولُ اللہ ﷺ سے زیادہ نفرت رکھنے والا نہیں تھا اور میری یہ شدید خواہش تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ ﷺ کو قتل کر ڈالوں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اگر مَیں اُسی دَور میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا دوسرا دَور اُس وقت آیا) جب اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں اِسلام (کی محبت کو) ڈال دیا، تو میں رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ اَپنا ہاتھ مبارک بڑھائیے، مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اَپنا دایاں ہاتھ مبارک آگے دراز فرمایا تو مَیں نے اَپنا ہاتھ (پیچھے) کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَے عمرو ! یہ کیا حرکت ہے ؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں (قبولِ اسلام سے پہلے) شرط عائد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے

فرمایا کیا شرط ہے ؟ مَیں نے عرض کیا: مجھے (اَپنے گذشتہ گناہوں کی) معافی چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ اِسلام لانے سے پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں اور حج کرنے سے بھی پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں۔ (پھر میں نے اِسلام قبول کرلیا تو) اُس کے بعد تو آپ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہ رہا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی اور آپ ﷺ سے زیادہ معزز رہا۔ میں آپ ﷺ کی تعظیم کے باعث کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کے نہ دیکھ سکا۔ اور (میری حالت یہاں تک ہوئی کہ) اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان کرنے کو کہے تو مَیں بیان نہ کرسکوں گا کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کبھی نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس (دوسرے) دَور میں اگر مجھے موت آجاتی تو اُمید تھی کہ مَیں اہلِ جنت میں سے ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا تیسرا دَور اُس وقت آیا) جب آپ ﷺ کے بعد ہمیں کئی اَیسے معاملات (حکمرانی سے متعلق) درپیش ہوئے کہ اَب مجھے علم نہیں کہ مَیں اُن میں کیسا رہا ہوں (یعنی برحق یا ناحق)۔ اَب جبکہ مَیں مرجاؤں تو (رَسم کے طور پہ) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اُٹھانے والی نہ جائے۔ پھر جب تُم مجھے دفن کرچکو تو میری قبر پہ (سنت کیمطابق پانی کا) چھڑکاؤ کرنا اور میری قبر پر اِتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اُونٹ ذبح کرکے اُس کا گوشت بانٹنے میں لگتا ہے تاکہ اَپنی قبر پہ تمہاری موجودگی کے باعث گھبراہٹ سے محفوظ رہوں اور اَپنے ربِ کریم کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) سے ہم کلام ہوسکوں (یعنی قبر کے سوالات کے جوابات میں مجھے اِستقامت نصیب ہوسکے۔)'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمرو بن عاص ؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے پوچھا: ''کیا آپ موت کے خوف سے رو رہے ہیں ؟ '' تو اُنھوں نے فرمایا: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بلکہ مَیں تو (موت کے) بعد (آنے والے مراحل) سے ڈرتا ہوں۔ بیٹے نے کہا : آپ ؓ (پوری زندگی دینِ اِسلام کی) خیر پر قائم رہے ہیں اور پھر آپ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت بھی حاصل رہی اور فتوحاتِ شام (کی سعادت) میں بھی شامل ہوئے۔ اِس پر حضرت عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا: تُو نے اُن (نیکیوں) سے زیادہ اَفضل عمل (کا ذکر) تو چھوڑ ہی دیا اور وہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔ (اَے میرے بیٹے !) میری زندگی میں 3-اَدوار گزرے ہیں اور مجھے ہر دور میں اپنے حالات کی خوب خبر ہے۔ شروع (کے پہلے دَور) میں مَیں کافر تھا اور سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا دُشمن تھا، اگر اُسی حال میں مرجاتا تو مجھ پر دوزخ واجب تھی۔ پھر (دوسرے دَور میں) جب میں نے آپ ﷺ کی (اِسلام پر) بیعت کرلی تو مَیں سب سے زیادہ آپ ﷺ کا احترام کرنے والا تھا، حتیٰ کہ مَیں نے (اُسی اِحترام کے باعث) آپ ﷺ کو کبھی آنکھ بھر کر نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ سے کسی مسئلے میں بحث کی حتیٰ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔ اُس وقت (اُسی دوسرے دَور میں ہی اگر) مجھے موت آجاتی تو لوگ یہی کہتے کہ عمرو کو مبارک ہو، وہ مسلمان ہوا اور خیر پر قائم رہا اور پھر مرگیا، لہٰذا اُمید ہے کہ جنتی ہوگا۔ پھر مَیں اس کے بعد (اَپنے تیسرے دور میں حضرت معاویہ ؓ کی) بادشاہت میں جاملا اور کچھ اَیسے کام ہوئے (یعنی خلیفہ برحق سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے خلاف خروج) کہ مَیں نہیں جانتا کہ وہ غلط ہیں یا صحیح ؟ اَب جبکہ مَیں مرجاؤں تو (رَسم کے طور پہ) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اُٹھانے والی نہ جائے۔ اور میرا تہبند اَچھی طرح باندھنا کیونکہ میرے ساتھ جھگڑا ہوگا اور مجھ پر مٹی آہستہ ڈالنا (برابر ڈالنا) کیونکہ میرا دایاں پہلو (یعنی نیکیوں والا)، میرے بائیں پہلو (یعنی گناہوں والے) سے مٹی کا زیادہ حق دار نہیں ہے۔ میری قبر میں لکڑی یا پتھر نہ لگانا اور جب تم مجھے دفنا چکو تو میری قبر پر اِتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اُونٹ ذبح کرکے اُس کا گوشت بانٹنے میں لگتا ہے تاکہ اَپنی قبر پہ تمہاری موجودگی کے باعث سکون حاصل کروں۔'' مُسندِ اَحمد کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا ابونوفل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص ؓ پر موت کے وقت سخت گھبراہٹ طاری ہوئی، تو اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے پوچھا: '' اَے ابوعبداللہ ! یہ گھبراہٹ کیونکر ہے حالانکہ آپ ؓ تو رسول اللہ ﷺ کے مقرب تھے اور آپ ﷺ آپ کو خصوصی ذمہ داریاں بھی سونپا کرتے تھے ؟ '' حضرت عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا: ہاں بیٹا ! یہ سب کچھ تو تھا لیکن مَیں تمہیں (اَپنے دِل کی) اَصل بات بتاتا ہوں: '' اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ (آپ ﷺ کی) یہ نوازش محبت کی بنا پر تھی یا میری تالیف قلب (دِل جوئی) کیلئے تھی۔ اَلبتہ مَیں تمہیں گواہی دے کر اُن دو (خوش قسمت) اَفراد کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جن سے رسول اللہ ﷺ تاحیات راضی رہے۔ پہلا سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عمار بن یاسر ؓ) اور دوسرا سیدہ اُمِ عبد رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ)۔ پھر جب حضرت عمرو بن عاص ؓ اَپنی بات مکمل کرچکے تو اُنہوں نے اَپنا ہاتھ اَپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور عرض کی: '' اَے اللہ تعالیٰ ! تو نے ہمیں حکم دیا لیکن ہم نے اُس (تیرے حکم) کو چھوڑ دیا، اور تو نے ہمیں (کچھ کاموں سے) منع کیا لیکن ہم وہی کام کر گزرے، تیری مغفرت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کا بیان ہے : ''حضرت عمرو بن عاص ؓ بس اِسی دُعا کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ کچھ دیر بعد آپ ؓ کا اِنتقال ہوگیا۔''

مُسندِ اَحمد کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا حنظلہ بن خویلد تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس تھا کہ اَچانک وہاں دو آدمی سیدنا عمار بن یاسر ؓ کے کٹے ہوئے سر کو لیے جھگڑتے ہوئے آئے۔ اُن میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ تھا کہ اُس نے اُنھیں قتل کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ (یہ منظر دیکھ کر) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا: ''تم دونوں (بجائے اِس قتل پر فخر کرنے کے) اِس (دعویٰ قتل کو) اَپنے ساتھی کے حق میں ہی چھوڑ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تو اِرشاد فرمایا تھا: ''اُن (سیدنا عمار ؓ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ نے (غصہ میں آکر سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کے والد حضرت عمرو بن عاص ؓ سے) کہا: '' اَے عمرو! اَپنے مجنون (بیٹے) سے تو ہماری جان چھڑاؤ ! اور (اَے عبداللہ! اگر اَیسا ہی ہے تو) تیرا ہمارے ساتھ کیا کام ہے ؟ (یعنی ہمارے گروہ سے نکل جاؤ)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا : '' میرے باپ نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ زندگی بھر اَپنے باپ کی اِطاعت کرتے رہنا اور اُس کی حکم عدولی نہ کرنا، لہٰذا مَیں (آپ ﷺ کی اُس نصیحت کا پاس رکھتے ہوئے) تمہارے ساتھ تو رہوں گا مگر (خلیفہ برحق سیدنا علی ؓ کے خلاف) لڑائی میں حصہ نہیں لوں گا۔''

[صحیح مُسلم : 321 ، مُسندِ احمد : 17815 اور 17816 (جلد - 4 ، صفحہ - 199) ، 6929 (جلد - 2 ، صفحہ - 206) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

20 سیدنا عبدالرحمٰن تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ فجر اَدا کی تو اُنہوں نے قنوتِ نازلہ پڑھی جس میں یہ دُعا فرمائی : '' اَے اللہ تعالیٰ تو خود معاویہ اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور عمرو بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور ابو سلمیٰ اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے۔'' المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی ہی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا یزید بن اَصم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے (اُخروی انجام کے) متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے اِرشاد فرمایا: ''(مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ) ہمارے اور اُن (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین (عوامُ الناس) جنت میں ہوں گے اور (قیامت کے دِن) بالآخر معاملہ (فیصلہ ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) میرے اور معاویہ کے درمیان پہنچے گا۔''

[المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 7050، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-6 : اِسنادہ صحیح ، المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 37880 ، قال الشیخ اِرشاد الحق الاثری : اِسنادہ صحیح]

21 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''(میرے بعد میری اُمت کے) لوگ 2- گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) پھر اِن دونوں (مسلمان) گروہوں کے اَندر ہی سے ایک (تیسرا) فرقہ (یعنی خوارج کا) الگ ہو جائے گا اور اُس الگ ہو جانے والے فرقہ (خوارج) سے وہ گروہ قتال کرے گا جو اُن دونوں گروہوں (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) میں سے حق کے قریب تر ہوگا۔ (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ)'' [صحیح مُسلم : 2459]

22 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ ابن ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: ''اَے محمد ﷺ! اِنصاف کرو'' آپ ﷺ نے جلال میں آ کر فرمایا : '' تو برباد ہو ! جب میں ہی انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا ؟ '' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی : مجھے اجازت دیجئے کہ اِس (گستاخ) کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ''رہنے دو ! اِس کے کچھ ساتھی (مستقبل میں) اَیسے بھی ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو اُن کی نماز اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے (یعنی وہ خوارج بہت زیادہ عبادت گزار ہوں گے) یہ لوگ دین میں سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر اپنے ہدف سے آر پار نکل جاتا ہے اور اُس تیر کے اگلے پچھلے اور درمیانے کسی بھی حصے پر کوئی نشان نہیں لگا ہوتا اور وہ گوبر اور خون میں سے صاف نکل جاتا ہے۔ اُن خوارج کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ اُن میں سے ایک شخص کا کٹا ہوا بازو عورت کے پستان جیسا ہوگا اور یہ لوگ اِختلاف (جو سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا، کے دوران) کے وقت ظاہر ہوں گے۔'' سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو (یہ سب باتیں) فرماتے ہوئے سنا تھا اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہی اُن خوارج کو (جنگ نہروان میں) قتل کیا اور میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور پھر (خوارج کے مقتولین میں) ایک شخص کی لاش لائی گئی جس میں وہ تمام علامات موجود تھیں جو رسولُ اللہ ﷺ نے (پیش گوئی) ذکر فرمائی تھیں۔ اور اِسی سے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی: ''اور اُن میں سے بعض آپ ﷺ پر صدقات (کی تقسیم) میں طعن کرتے ہیں۔ [اَلتوبۃ : 58]'' [صحیح بُخاری : 6933 ، صحیح مُسلم : 2456]

23 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حروریہ (خوارج) کا ظہور ہوا تو اُنہوں نے ایک الگ جگہ کو اپنا مسکن بنا لیا اور اُن کی تعداد 6000 تھی۔ میں نے امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز (ظہر) تھوڑی ٹھنڈی (یعنی مؤخر) کر دیں تاکہ میں اُن لوگوں (خوارج) سے گفت و شنید کر سکوں۔ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے عرض کی کہ قطعاً اَیسا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اَچھا لباس زیب تن کیا اور بال سنوارے اور اُن کے پاس پہنچ گیا۔ عین دوپہر کا وقت تھا اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ اُنہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا: مرحبا اَے ابن عباس! کہو کیسے آنا ہوا ؟ میں نے جواب دیا: میں تمہارے پاس مہاجر و اَنصار صحابہ رضی اللہ عنہم، رسولُ اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی طرف سے آیا ہوں۔ اُن (کے حالات) پر قرآن حکیم اُترا، لہٰذا وہ قرآن کی تفسیر تم سے کہیں بہتر جانتے ہیں اور تم میں اُن جیسا (فضیلت والا) کوئی بھی موجود نہیں۔ (میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ) میں تمہیں اُن کا موقف پہنچا دوں اور تمہارا موقف اُن تک پہنچا دوں۔ چنانچہ (یہ بات سن کر) اُن میں سے بہت سے لوگ میرے پاس آ بیٹھے۔ میں (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) نے اُن (خوارج سے) سوال کیا : مجھے اِس بات کی دلیل دو کہ کس دلیل کی روشنی میں تم لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور رسولُ اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے دشمنی مول لے لی ہے ؟ اُنہوں نے کہا : اِس اختلاف کی 3- وجوہات ہیں۔ میں نے کہا : وہ 3- وجوہات کون سی ہیں ؟ اُن میں سے ایک نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرا لیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: '' فیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ [اَلانعام : 57] '' لہٰذا اِس معاملے میں انسانوں کے فیصلے سے کیا سروکار ؟ میں نے کہا : یہ ایک اعتراض ہوا (یعنی اگلا اعتراض بتاؤ ؟) اُنہوں نے دوسرا سبب یہ بتایا کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کے ساتھ جنگ جمل اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ساتھ جنگ صفین میں) جنگ کی مگر نہ تو اُن کے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور نہ ہی مالِ غنیمت جمع کیا ! اگر وہ کافر تھے تو اُنہیں قیدی بنانا بھی درست تھا اور اگر وہ مومنین تھے تو سرے سے اُن کے ساتھ قتال کرنا بھی غلط ہوا ! میں نے کہا ''یہ دو باتیں تو ہو گئیں اَب تیسرا اِعتراض بتاؤ ؟ اُنہوں نے کہا: اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدے کی تحریر میں) اَپنے نام سے لفظ ''اَمیر المومنین'' مٹوا دیا ہے، لہٰذا اگر وہ اَمیر المومنین نہیں ہیں تو کیا اَمیر الکافرین ہیں ؟ میں نے کہا : اِن 3- اِشکال کے علاوہ کوئی اور اِعتراض بھی ہے ؟ اُنہوں نے کہا: نہیں ! یہی 3- کافی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسولُ اللہ ﷺ کی سنت سے کچھ پیش کروں جس سے تمہارے اِشکالات حل ہو جائیں تو مان لو گے ؟ اُنہوں نے کہا : جی ہاں بالکل! میں (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) نے کہا : تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرا لیا ہے (اور یوں کفر کا اِرتکاب کیا)، تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی میں سے دکھا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چوتھائی درہم کی مالیت (جیسی حقیر رقم) پر فیصلہ انسانوں کے سپرد فرمایا ہے

کہ وہ اِس کا فیصلہ کریں، دیکھو اللّٰــہ تعالیٰ فرماتا ہے : ''اَے ایمان والو! حالتِ اِحرام میں شکار مت کرو اور تم میں سے جو جان بوجھ کر ایسا کر بیٹھے تو (اُس شکار) کے برابر کسی جانور کو بطور کفارہ پیش کرے، جس کا فیصلہ تم میں سے 2- معتبر افراد کریں گے۔[اَلمائدۃ : 95]'' اَب دیکھو کہ یہ معمولی اور چھوٹا سا فیصلہ اللّٰہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد فرمایا جبکہ وہ خود ہی فیصلہ فرما سکتا تھا مگر پھر بھی اُس نے اِنسانی فیصلے کو جائز رکھا۔ میں تمھیں اللّٰــہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ (اِنسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اور اَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اور افضل ہے یا (حالتِ احرام میں شکار کیے گئے) خرگوش کا معاملہ زیادہ ضروری ہے ؟ اُن (خوارج) نے جواب دیا : کیوں نہیں! یہی (مسلمانوں کے درمیان صُلح کروانا ہی) زیادہ افضل ہے۔ (پھر میں نے دوسری دلیل دیتے ہوئے کہا:) اللّٰــہ تعالیٰ نے عورت اور اُس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: ''اگر تمھیں اُن کے مابین ناچاکی کا خوف ہو تو اُس (مرد) کی طرف سے ایک ثالث اور اُس (عورت) کی طرف سے ایک ثالث مقرر کرلو۔[اَلنساء : 35]'' میں تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ (اِنسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اور اَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اور افضل ہے یا محض ایک عورت کے اِزدواجی معاملے کو سنوارنا زیادہ افضل ہے ؟ اُنہوں نے کہا: بالکل ٹھیک! پھر میں نے کہا: تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتال تو کیا مگر (فریقِ مخالف کو) جنگی قیدی نہیں بنایا اور نہ (اُن کے مال سے) غنیمت حاصل کی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم اَپنی ماں اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگی قیدی بنانا چاہتے ہو ؟ اور دیگر جنگی قیدی خواتین کی طرح اُنھیں بھی اَپنے لئے حلال کرنا چاہتے ہو جبکہ وہ تمھاری ماں ہے ! اگر تمہارا جواب یہ ہو کہ ہم اُنھیں دیگر قیدی عورتوں کی طرح حلال جانتے ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ وہ تو ہماری ماں ہی نہیں تو پھر بھی یہ کفر ہوگا کیونکہ اللّٰــہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''نبی ﷺ مومنین پر اُن کی جانوں سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اُن (مومنین) کی مائیں ہیں۔[اَلاحـزاب : 6]'' اِس طرح تم دو بڑی گمراہیوں میں پھنس گئے ہو اور مجھے اِن سے نکل کے دکھاؤ ؟ دوسرے اِعتراض کا جواب مِل گیا؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا کہ تمہارا یہ اِعتراض کہ (چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِعتراض کرنے پر، کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں تسلیم کرتے تھے اِس لئے) سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خود اَپنے مرضی سے لفظ اَمیر المومنین مٹوادیا ہے تو اِس کا جواب وہ دوں گا جو تمہیں پسند ہوگا۔ دیکھو ! رسولُ اللّٰہ ﷺ نے صُلح حدیبیہ میں تحریر کراتے وقت اپنا نام '' محمد رسولُ اللّٰہ ﷺ'' لکھوایا تھا، جس پر کفار نے اِعتراض کیا کہ سارا جھگڑا ہی اِسی بات کا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو اللّٰہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جو یہ تحریر لکھ رہے تھے) سے اِرشاد فرمایا کہ اَے علی رضی اللہ عنہ ! یہ (الفاظ) مٹادو، اَے اللّٰــہ تعالیٰ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا رسول ہوں، اَے علی رضی اللہ عنہ ! یہ لکھ دو: '' محمد بن عبداللّٰہ ''۔(باقی تفصیل آگے حدیث نمبر:44 کے تحت آرہی ہے)۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! رسولُ اللّٰہ ﷺ ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہیں زیادہ بہتر ہیں پھر بھی اُنہوں نے لفظ ''رسولُ اللّٰہ ﷺ '' کو خود کہہ کر مٹوادیا جس سے آپ ﷺ کی شانِ نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ تیسرے اِعتراض کا جواب بھی مِل گیا ؟ اُنہوں نے کہا : جی ہاں !چنانچہ (اِس علمی مباحثے کی برکت سے) اُن میں سے 2000- افراد اُسی موقع پر تائب ہو کر واپس لوٹ آئے جبکہ باقی 4000- خوارج مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں گمراہی کی حالت میں مارے گئے۔

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8575 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظهیر فی خصائصِ علی : اِسناده صحیح]

24 سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو اُن سے سوال کیا گیا کہ اہلِ نہروان (یعنی خوارج) مشرکین ہیں ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نہیں) شرک سے تو وہ بھاگے ہیں (یعنی مسئلہ تحکیم پر اُنھوں نے توحید کا ہی تو بہانہ بنایا تھا تو وہ مشرک کیونکر ہوسکتے ہیں)۔ پھر پوچھا گیا تو کیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں ! منافقین تو اللّٰہ تعالیٰ کو بہت ہی کم یاد کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی خوارج تو حد سے زیادہ عبادت گزار ہیں تو وہ منافق کیونکر ہوسکتے ہیں)۔ پھر پوچھا گیا کہ آخر وہ (خوارج) کیا ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ (ہمارے) اَیسے لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ (صرف باغی ہیں مشرک یا منافق نہیں)'' **سُنن الکبریٰ لِلبیهقی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا نافع تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ خشبیہ (مختار ثقفی کے گروہ کے لوگوں) اور خوارج کو سلام کہا کرتے تھے حالانکہ وہ (مسلمانوں سے) برسرِ قتال رہتے تھے۔ سیدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: '' جو حی علی الصلوۃ کہہ کر نماز کیلئے بلائے گا میں اُسکی دعوت قبول کروں گا (اُس کے پیچھے نماز پڑھوں گا) اور جو حی علی الفلاح کہہ کر بلائے گا میں اُس کی پکار پر بھی لبیک کہوں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھتا رہوں گا)۔ مگر جو یہ کہے گا کہ آؤ مسلمان بھائیوں سے جنگ کریں اور اُن کا مال لوٹیں تو پھر میں اِنکار ہی کروں گا۔''

[المُصنف ابنِ ابی شیبة : 37942 ، اِسناده صحیح ، سُنن الکبریٰ لِلبیهقی : 5088 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-1 : اِسناده صحیح]

25 سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذی العشیر ہ کے دوران میں اور سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رفیقِ سفر تھے، رسولُ اللّٰہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور (کچھ دیر) مقیم رہے۔ اِسی دوران ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو کھجور کے باغات میں کام کرتے دیکھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور میں اُنکے پاس آئے اور کچھ دیر تک اُن کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آگئی تو ہم دونوں جا کر کھجور کے چھوٹے پودوں میں مٹی پر لیٹ کر سوگئے۔ پھر رسولُ اللّٰــہ ﷺ ہی نے آکر اَپنے پاؤں مبارک سے ہمیں ہلا کر بیدار فرمایا اور ہماری حالت یہ تھی کہ ہم گرد سے خوب آلودہ ہو چکے تھے۔ (اِس موقع پر) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: '' اَے ابوتراب (یعنی مٹی والے) اُٹھو ! پھر فرمایا : '' میں تم دونوں کو سب اِنسانوں سے بڑھ کر دو بدبخت اَفراد کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ '' ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ رسولُ اللّٰــہ ﷺ نے فرمایا: '' (پہلا بدبخت تو وہ) قومِ ثمود کا اُحیمر نامی شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا (بدبخت) وہ شخص ہے جو اَے علی رضی اللہ عنہ ! تمہارے سر پر تلوار سے ضرب لگائے گا اور تمہاری ڈاڑھی کو اُس (نکلنے والے) خون سے رنگ دے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4679 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی : اِسناده صحیح علی شرط مُسلم ، السلسلة الصحیحة : 1743 ، قال الشیخ الالبانی : اِسناده صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8538 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظهیر فی خصائصِ علی تحت الحدیث 8538 : اِسناده صحیح]

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ قبل مستقبل میں ہونیوالے حکومتی بگاڑ سے متعلق غیبی خبریں دے دیں تھیں !

26 سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے 8 سال بعد (یعنی اپنی وفات والے سال 11 ہجری میں) شہداء اُحد کا جنازہ (بقیع غرقد کے قبرستان میں جاکر) پڑھا (اور آپ ﷺ کی اُس گفتگو کا انداز یوں تھا کہ) گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں ہر ایک سے رخصت ہونے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ممبر پر چڑھے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ بھی ہوں اور (آئندہ) تمہاری اور میری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی، جسے میں یہیں سے اِس وقت دیکھ رہا ہوں۔ مجھے (اَپنے بعد) تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا میں مگن ہو جاؤ گے۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُس موقع پر میں نے آپ ﷺ کو آخری بار دیکھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولینِ اُحد کا جنازہ پڑھا اور پھر ممبر پر چڑھے اِس انداز سے کہ گویا زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں اور اُس (حوضِ کوثر) کی چوڑائی ایلہ اور جعفہ (کی درمیانی مسافت) کے برابر ہے، مجھے یہ خوف بالکل نہیں کہ تم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے مگر ڈر اِس بات کا ہے کہ تم دنیا کے مشتاق بن جاؤ گے اور (دنیا کی خاطر) آپس میں قتال کرو گے اور بالآخر ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''اُسی موقع پر میں نے آخری بار ممبر پر آپ ﷺ کا دیدار کیا تھا۔'' **[صحیح بُخاری : 4042 ، صحیح مُسلم : 5977]**

27 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (فتح مکہ کے موقعہ پر جب ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا تو) مسلمان نہ تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی اُن کے ساتھ بیٹھتے تھے (کیونکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اِسلام لانے سے پہلے پوری زندگی مسلمانوں سے جنگیں کیں اور مسلمانوں کو تکالیف دی تھیں)۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میری 3 باتیں پوری فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری بیٹی سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اُنھوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیں کہ میں اَب کفار کے ساتھ بھی لڑوں جیسا کہ پہلے مسلمانوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب (لکھائی کرنے والا) مقرر فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوزمیل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خود سے رسول اللہ ﷺ سے درخواست نہ کرتے تو آپ ﷺ کبھی بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو یہ (اعزازات) عطا نہ فرماتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ ﷺ سے کسی شے سے متعلق سوال کرتا تو آپ ﷺ کبھی اِنکار نہیں فرماتے تھے۔ **صحیح مُسلم کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے آکر (پیار سے) مجھے گدی پر ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں گیا اور (واپس آکر) بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر سے گیا اور آکر بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُس (معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' **دلائلُ النبوۃ لِلبیہقی کی ایک حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مجھے یہ خیال گزرا کہ آپ ﷺ میری طرف ہی آئے ہیں، چنانچہ میں چھپ گیا، مگر (آپ ﷺ نے مجھے ڈھونڈ نکالا) آپ ﷺ نے مجھے ہلکی سی چپت لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ'' اور وہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھا کرتے تھے۔ میں گیا اور اُنہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں نے آکر آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر گیا تو وہی جواب ملا کہ وہ کھا رہے ہیں، میں نے پھر آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُس کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوحمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اُن (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہوسکا۔'' پھر امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''راوی کے یہ اَلفاظ اِس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق کی ہوئی) دُعا قبول ہوگئی۔''

[صحیح مُسلم : 6409 اور 6628، دلائلُ النبوۃ لِلبیہقی : 2506، قال الشیخ زبیر علیزئی فی توضیح الاحکام جز-2 والشیخ غلام مصطفیٰ ظھیر فی السُّنۃ -49 : اِسناده صحیح]

نوٹ امام ابن حجر اَسقلانی رحمہ اللہ (اَلمتوفی - 852 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں (صحیح بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق باب کے عنوان میں) صرف لفظ ''ذکرِ معاویہ'' بیان کیا اور فضیلت یا منقبت جیسے اَلفاظ ذکر نہیں کئے کیونکہ اُس حدیث سے کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ اَلبتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے فقیہ اور صحابیت کا بیان ہی بطورِ فضیلت کافی ہے۔ تاہم اِمام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اِسی طرح کا کام ابوعمر غلام ثعلب اور ابوبکر نقاش نے بھی کیا ہے اور اِمام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی (من گھڑت اَحادیث کی نشاندہی کرنے والی اُنکی مشہور کتاب) ''الموضوعات'' میں بھی کچھ روایات ذکر کرکے اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں (صحابیت کے سوا) کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (اِمام ابن حجر اَسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ اِمام بخاری رحمہ اللہ نے اَپنے اُستاد (اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) پر اِعتماد کرتے ہوئے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں) لفظ: فضیلت یا منقبت اِستعمال کرنے سے گریز کیا ہے، تاہم اَپنی گہری نظر سے اَیسا اِستنباط فرمایا (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ثابت کیا ہے) کہ جس سے روافض کی سرکوبی ہوگئی ہے۔ اور اِمام نسائی رحمہ اللہ کا واقعہ اِس بارے میں مشہور ہے کہ اُنہوں نے بھی اَپنے اُستاد (اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) کے قول پر اِعتماد کیا (اور اَپنی مشہور کتاب ''فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم'' میں کوئی حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

فضیلت سے متعلق نہیں جمع فرمائی))اور پھر امام حاکم رحمہ اللہ کا قصہ بھی اِسی طرح ہے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد سے اُن کے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مکالمہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُنھوں نے اَپنے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے(اِختلافات سے)متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر فرمایا: '' (میرے بیٹے! خوب) سمجھ لو کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کے دشمن بہت زیادہ تھے، جنھوں نے اُن کے عیوب تلاش کرنا چاہے مگر نا کام رہے۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے (ایک متبادل چال کے طور پر) ایک دوسرے شخص (حضرت معاویہ ﷛) کو مقصد برداری کے لئے موزوں پایا جو اُن سے جنگ کر چکا تھا۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے سیدنا علی ﷛ کے مقابلہ پر اُن (حضرت معاویہ ﷛ کو) بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ (امام ابن حجر اَسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں)'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اِس جواب میں اِشارہ ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت معاویہ ﷛ کیلئے بے بنیاد فضائل گھڑ لیے جن کی کوئی اَصلیت نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ ﷛ کیلئے روایاتِ فضیلت تو بہت سی آئی ہیں مگر اُن اَحادیث میں سے کوئی بھی (اُصولِ محدثین پہ) اِسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔ (اِسی لئے) اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اِس مؤقف کو بڑے یقین کے ساتھ اختیار کیا ہے۔'' [فتحُ الباری شرح صحیح البُخاری لابنِ حجر العسقلانی تحت " باب ذکر معاویة " ، صحیح بُخاری : 3766]

28 سیدنا عبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما ہیں اور اُن کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے تو میں بھی اُن کے پاس آ بیٹھا۔ اُنھوں نے فرمایا: '' ایک مرتبہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کچھ لوگ وہاں اَپنے خیمے درست کرنے لگ گئے تو کچھ تیر اَندازی (کی پریکٹس) میں مشغول ہو گئے جبکہ کچھ لوگ مویشی چرانے لگے۔ (اِسی دوران) اَچانک رسولُ اللہ ﷺ کے منادی نے صدا لگائی: '' نماز اکٹھا کرنے والی ہے'' (دراَصل اِن الفاظ سے اُس وقت لوگوں کو جمع کیا جاتا تھا) یہ سن کر ہم سب رسولُ اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: '' مجھ سے پہلے بھی ہر نبی ﷤ کا یہ فرض تھا کہ وہ اَپنی اُمت کو اُن کی بھلائی (کے راستے) کی خبر دے اور اُن کو شر (کے راستے) سے خبر دار کرے۔ اور تمہاری اِس اُمت (اُمتِ محمدیہ ﷺ) کی عافیت (خیریت اور بھلائی) کا وقت اِس کا اِبتدائی دور ہے۔ بہت جلد اِسکے بعد والے دَور میں اَیسی مصیبتیں اور (فتنے والی) چیزیں آئیں گی کہ تم اُن سے نا آشنا ہو گے۔ اَیسے فتنے اُٹھیں گے کہ ہر نیا آنے والا فتنہ پچھلے سے بدتر ہو گا۔ یہاں تک کہ ایسا فتنہ بھی آئے گا کہ مومن کہہ اُٹھے گا کہ اِسی (فتنے) میں میری موت ہو گی مگر وہ فتنہ چھٹ جائے گا۔ پھر اَیسا فتنہ آئے گا کہ مومن پکار اُٹھے گا کہ یہ سب سے بڑھ کر ہے لہٰذا جو چاہے کہ اُسے جہنم سے دور ہٹایا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اُسے چاہیے کہ اُسکی موت اِس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر (کامل اور حقیقی) ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو وہ لوگوں سے اَپنے حق میں کروانا چاہتا ہے۔ اور جو اِمام (یعنی وقت کے حکمران) کی بیعت کر لے اور دل و جان سے اِطاعت قبول کر لے، اُس سے جہاں تک ہو سکے اِطاعت کرنی چاہیے۔ پھر اگر کوئی اور آ کر اُس (پہلے حاکم) سے (اقتدار کیلئے) جھگڑا کرے تو دوسرے (مدعیِ اِقتدار) کی گردن مار دو۔'' عبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (یہ حدیث سن کر) میں اُن (حدیث بیان کرنے والے صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛) کے قریب ہوا اور عرض کی: '' میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ ﷛ نے کیا یہ ساری باتیں خود رسولُ اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟'' (میرے اِس سوال پر) اُنھوں نے اَپنے دونوں ہاتھ کانوں اور دل پر لے جا کر کہا: ''ہاں! میرے کانوں نے (خود رسولُ اللہ ﷺ سے اِس حدیث کو) سنا اور میرے دِل نے اِسے محفوظ کر لیا۔'' پھر میں نے عرض کی: ''(آپ ہمیں اَمیر کی اِطاعت پر اُبھار رہے ہیں جبکہ ہمارا حکمران اور) آپ ﷛ کے چچا کے بیٹے حضرت معاویہ ﷛ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے اَموال حرام طریقے سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں (یعنی مسلمان سے لڑیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں حکم دیتا ہے: ''اَے ایمان والو! اَپنے اَموال آپس میں حرام طور پر مت کھاؤ، سوائے اِسکے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اَپنی جانوں کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔ [اَلنساء : 29]'' (میرا یہ سوال سن کر) وہ (سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷛) کچھ دیر تک تو خاموش رہے پھر فرمایا: '' اللہ تعالیٰ کی اِطاعت (کے کاموں) میں اُن (حضرت معاویہ ﷛) کی اِطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کاموں) میں اُنکی نافرمانی کرو۔'' [صحیح مُسلم : 4776]

29 سیدنا عبداللہ بن بریدہ تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد سیدنا بریدہ ﷛ حضرت معاویہ ﷛ کے پاس ملنے گئے۔ حضرت معاویہ ﷛ نے ہمیں فرشی نشست (یعنی قالین) پر بٹھایا، پھر کھانا لایا گیا جو ہم نے تناول کیا، پھر ہمارے سامنے ایک مشروب لایا گیا جو حضرت معاویہ ﷛ نے پینے کے بعد (وہ مشروب والا برتن) میرے والد کو پکڑا دیا تو اُنھوں (سیدنا بریدہ ﷛) نے فرمایا: ''جب سے اِس مشروب کو رسولُ اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اِسے نوش نہیں کیا۔'' پھر حضرت معاویہ ﷛ فرمانے لگے: '' میں قریشی نوجوانوں میں سب سے حسین ترین اور خوبصورت دانتوں والا نوجوان تھا اور جوانی کے اُن دنوں میں مجھے دودھ اور اَچھے قصہ گو آدمی سے بڑھ کر کوئی چیز لذت آور نہیں ہوتی تھی۔''

[مُسندِ احمد : 22991 (جلد - 5 ، صفحہ - 347) ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

30 سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں (رمضان کے روزوں کا) فطرانہ، ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع (تقریباً اَڑھائی کلو) اَشیائے خوردنی (یعنی اَناج مثلاً گندم اور جو وغیرہ) کا نکالا کرتے، یا پھر ایک صاع پنیر، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع منقیٰ نکالا کرتے تھے۔ پس یہ سنتِ عمل اِسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے پاس حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ (سرزمین شام سے) حج یا عمرے کیلئے آئے اور اُنھوں نے ممبر (نبوی ﷺ) پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: '' میں سمجھتا ہوں کہ شامی گندم کے 2 مُدّ (نصف صاع) ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔'' چنانچہ لوگوں نے بھی اُسی (رائے و اجتہاد) پر عمل شروع کر دیا تو سیدنا ابوسعید ﷛ نے فرمایا: ''جہاں تک میرا تعلق ہے، میں تو زندگی بھر اُسی طرح (سنت کے مطابق فطرانہ ایک صاع ہی) نکالتا رہوں گا جیسے میں زندگی بھر نکالتا رہا ہوں۔'' [صحیح مُسلم : 2284]

31 سیدنا ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سرزمینِ شام میں سیدنا مسلم بن یسار رحمہ اللہ کے (علمی) حلقہ میں موجود تھا کہ وہاں سیدنا ابواشعث تابعی رحمہ اللہ تشریف لائے، تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: ابواشعث آ گئے، ابواشعث آ گئے (یعنی آنے پر خوشی کا اِظہار کیا)۔ چنانچہ جب وہ تشریف فرما ہو گئے تو میں نے سیدنا ابواشعث رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ ہمیں سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ والی حدیث تو سنا دیں۔ اُنھوں نے فرمایا ٹھیک ہے: ''(غور سے سُنو) ہم نے بہت ساری جنگی مہمات سر کیں اور بکثرت مالِ غنیمت حاصل کیا اور اُن دِنوں حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ ہمارے حکمران تھے۔ ہمارے مالِ غنیمت میں چاندی کے برتن بھی تھے، حضرت معاویہ ﷛ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اِن برتنوں کو لوگوں کی تنخواہوں کے عوض فروخت کر دے۔ لوگوں نے اُس سودے میں بہت دلچسپی سے حصہ لیا۔ جب یہ بات سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ تک پہنچی تو اُنہوں نے اِس عمل کی اِعلانیہ مخالفت کرتے ہوئے فرمایا: ''میں نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپ ﷺ سونے کو سونے، چاندی کو چاندی، گندم کو گندم، جو کو جو، کھجور کو کھجور اور نمک کو نمک کے بدلے خریدنے اور بیچنے سے منع فرماتے تھے سوائے اِسکے کہ (اِن میں سے ہر چیز) وہ آپس میں برابر وزن اور جنس والی ہو، لہٰذا جس نے لینے یا دینے میں (وزن کی) کمی بیشی کی اُس نے سود کا اِرتکاب کیا۔ چنانچہ (یہ سن کر) لوگوں نے خریدے ہوئے وہ چاندی کے برتن واپس لوٹا دیے۔ جب یہ خبر حضرت معاویہ ﷛ تک پہنچی تو اُنہوں نے بھی خطبہ دیا اور کہا: ''اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ سے اَیسی احادیث بیان کرتے ہیں کہ جو ہم نے نہیں سنیں حالانکہ ہم بھی تو آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔'' (اُس حدیث مبارکہ پر یہ اِعتراض سن کر) سیدنا عبادہ ﷛ نے پھر اِعلانیہ وہی حدیث دُہرائی اور فرمایا: ''ہم نے جو رسولُ اللّٰہ ﷺ سے سُنا ہے اُسے ضرور بیان کریں گے، خواہ معاویہ ﷛ اُسے ناپسند کریں یا کہا کہ خواہ حضرت معاویہ ﷛ کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ اور مجھے اِس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ مجھے (اِس حق گوئی پہ) تاریک رات میں اُنکے لشکر سے اَلگ ہونا پڑ جائے۔'' [صحیح مُسلم : 4061]

چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی ﷛ کے فضائل کا بیان اور اُن پر منبروں سے لعنت کرنے کی بدعت کب اور کس نے ایجاد کی تھی؟

32 سیدنا ابوحمزہ انصاری تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم ﷛ کو سنا کہ وہ فرمایا کرتے: ''پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے کہ ''پہلا شخص جس نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ (باجماعت) نماز اَدا کی وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' سُنن نسائی الکبریٰ ہی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ''پہلا شخص جس نے رسولُ اللّٰہ ﷺ (کی بعثت) کے ساتھ اِسلام قبول کیا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ ''بے شک پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' المُستدرک لِلحاکم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''رسولُ اللّٰہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام ﷛ میں سے کسی بھی اور شخصیت کیلئے (احادیث مبارکہ میں) اِتنے زیادہ فضائل نہیں آئے ہیں جتنے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کیلئے آئے ہیں۔''

[جامع ترمذی : 3735 ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8391 اور 8392 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظہیر فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4663 ، قال الامام حاکم و الذھبی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4572 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

33 سیدنا یزید بن حیان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم تابعی رحمہ اللہ ، سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے ملنے گئے۔ جب ہم اُنکے پاس جا بیٹھے تو حصین نے اُنہیں مخاطب کر کے عرض کی: ''اَے زید ﷛! آپ نے تو بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسولُ اللّٰہ ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ ﷺ کے فرامین سنے ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ غزوات (جہاد) میں شرکت کی اور آپ ﷺ کی اِقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔ اَے زید ﷛! واقعی آپ نے بہت بھلائی حاصل کی ہے تو اَب ہمیں وہ اَحادیث بھی تو سنائیے جو آپ ﷛ نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ سے ساعت فرمائی تھیں۔'' سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے فرمایا: ''بیٹا! اللّٰہ تعالیٰ کی قسم میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے اور کافی عرصہ بیت گیا ہے اور رسولُ اللّٰہ ﷺ سے سنی ہوئی کچھ باتیں تو میں بھول چکا ہوں، لہٰذا جو بیان کروں اُسی پر اِکتفا کرنا اور جو نہ بتا سکوں تو اُسکے لئے مجھے مجبور نہ کرنا۔'' پھر سیدنا زید بن ارقم ﷛ فرمانے لگے: ''ایک روز رسولُ اللّٰہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان خُم نامی ایک گاؤں میں پانی کے تالاب کے پاس (حجۃ الوداع سے واپسی پر 18 ذوالحجہ 10 ہجری میں اَپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل) ہمیں خطبہ اِرشاد فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے، چنانچہ آپ ﷺ نے (اللّٰہ تعالیٰ کی) حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا: ''اَے لوگو! مَیں بھی ایک اِنسان ہوں، قریب ہے کہ جلد ہی میرے رَب کا قاصد (یعنی موت کا فرشتہ) آئے اور میں اُسے لبیک کہہ دوں (یعنی اِس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں)۔ میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) ہے جس میں سامانِ ہدایت اور نور ہے، لہٰذا تم اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑ لو۔'' پھر آپ ﷺ نے اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامنے کی خوب ترغیب دلائی، پھر فرمایا: ''اور (دوسری گراں قدر چیز) میرے اہلِ بیت ہیں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، (یعنی میرے بعد اُنکے ساتھ میری نسبت کی وجہ سے حسنِ سلوک کرنا)۔ حصین تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے عرض کی: ''آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں؟'' (سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے) فرمایا: ''آپ ﷺ کی بیویاں (بھی) آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہیں، لیکن (اُس حدیث میں) آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے مراد (صرف) وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد (اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ (کھانا) حرام کر دیا گیا ہے۔'' (حصین تابعی رحمہ اللہ نے) پوچھا وہ کون سے لوگ

مراد ہیں ؟ (سیدنا زید بن ارقم ؓ نے) فرمایا: ''وہ ہیں: آلِ علی ؓ ، آلِ عقیل ؓ ، آلِ جعفر ؓ اور آلِ عباس ؓ ۔'' (حصین تابعی نے) پوچھا: '' کیا اُن سب پر ہی صدقہ حرام ہے ؟ '' (سیدنا زید ؓ نے) فرمایا: ''ہاں۔'' **صحیح مُسلم ہی کی ایک اور حدیث میں اَلفاظ کچھ یوں ہیں کہ** سیدنا زید بن ارقم ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' خبردار ہو جاؤ ! میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ حکیم) ہے جو اللہ تعالیٰ کی رَسی ہے، جو اُسکی پیروی کرے گا، ہدایت پر قائم رہے گا، اور جو اُسے چھوڑ دے گا، وہ گمراہی میں جا پڑے گا۔'' اور اُسی حدیث میں ہے کہ تابعین نے جب پوچھا کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں اُن میں ہیں؟ (تو سیدنا زید بن ارقم ؓ نے) فرمایا: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بیوی تو ایک لمبا عرصہ مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ (خاوند) اُسے طلاق دے دیتا ہے، تو وہ اَپنے میکے اور خاندان میں لوٹ جاتی ہے۔ (آپ ﷺ کے) اہلِ بیت تو آپ ﷺ کا اَصل خاندان اور ددھیال والے رشتہ دار ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام تھا۔'' **السُنّۃ لابن ابی عاصم کی ایک حدیث میں ہے کہ** سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ مقامِ خُم میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے، خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر اِرشاد فرمایا: '' اَے لوگو ! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رَب ہے؟ ''سب نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس بات کی بھی گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ تمہاری اَپنی جان سے بڑھ کر تم پر حق رکھتے ہیں؟ '' تمام صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' آپ ﷺ نے فرمایا: '' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ تمہیں سب سے بڑھ کر محبوب ہیں؟ ' تمام صحابہ ؓ نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (بیشک اَیسا ہی ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' تو پھر (سُن لو کہ) جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں تو اُس کا مولا (دِلی محبوب) یہ (علی ؓ) بھی ہیں۔''

سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے (جنگ صفین کے موقعہ پر) لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا تھا؟ '' اُس موقع پر کئی صحابہ کرام ؓ اُٹھ کھڑے ہوئے، جنھوں نے گواہی دی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غدیرِ خُم کے دن فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں مومنین پر اُن کی ذات سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں، یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے، پھر رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ؓ ہے، اَے اللہ تعالیٰ جو اِس (سیدنا علی ؓ) سے محبت رکھے تو بھی اُس سے محبت فرما اور جو بھی اِس (سیدنا علی ؓ) سے دشمنی رکھے تو بھی اُس سے دشمنی فرما۔'' سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں (یہ گفتگو سن کر) وہاں سے نکلا تو میرے دِل میں اِس (گفتگو) کے بارے کچھ (شک باقی) تھا، چنانچہ میں سیدنا زید بن ارقم ؓ سے (جو سابقون الاولون صحابہ ؓ میں سے تھے) ملا اور اُنہیں ساری بات اور اِشکال سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: ''تمہیں کس بات پر شک ہے؟ یہ سب کچھ تو خود میں نے بھی رسولُ اللہ ﷺ سے سُن رکھا ہے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا زید بن ارقم ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ؓ ہے، اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ؓ (جنھوں نے صحابہ کرام ؓ میں سب سے آخر میں 110 ہجری میں وفات پائی) بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسولُ اللہ ﷺ کا فرمان سُنا، تو وہ اُٹھ کر بتائے۔ اِس پر 30 اَفراد اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے گواہی دی (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو اوپر سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں گزر چکے ہیں) **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا زید بن ارقم ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ حکیم) اور میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہوں گے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتیٰ کہ حوضِ (کوثر) پر میرے پاس آجائیں گے۔'' **المُستدرک لِلحاکم ہی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ** سیدنا ابوذر غفاری ؓ کے غلام سیدنا ابوثابت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: '' میں جنگِ جمل میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے ساتھیوں میں تھا، اور جب مَیں نے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (اَپنے مدِمقابل) دیکھا تو میرے دِل میں وہی بات آئی جو لوگوں کو آیا کرتی ہے (یعنی وسوسہ اور شک پیدا ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے نمازِ ظہر کے وقت وہ (شک) مجھ سے دُور فرما دیا۔ چنانچہ میں (شرحِ صدر کے ساتھ) اَمیر المومنین (سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ) کی طرف سے لڑا، پھر فارغ ہوا تو مَیں مدینہ منورہ میں اُمّ المومنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں کھانے پینے (کی غرض سے) حاضر نہیں ہوا، بلکہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں سیدنا ابوذر غفاری ؓ کا غلام ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا: ''خوش آمدید'' پھر میں نے اَپنا سارا قصہ اُنہیں سنایا تو سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جب لوگ اَپنی اَپنی رائے کی پیروی کر رہے تھے تو اُس وقت تمہارا کیا موقف تھا ؟ '' میں نے عرض کیا: ''سورج ڈھلنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شک وشبہ زائل فرما دیا تو میں نے وہی (موقف اختیار) کیا (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا ساتھ دیا)۔ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''تم نے بہت ہی اچھا کیا، میں نے رسولُ اللہ ﷺ کا یہ فرمان خود سنا ہے: ''(سیدنا) علی ؓ قرآن کے ساتھ اور قرآن (سیدنا) علی ؓ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہونگے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتیٰ کہ حوضِ (کوثر) پر میرے پاس آجائیں گے۔''

[صحیح مُسلم : 6225 اور 6228 ، السُنّۃ لابن ابی عاصم : 1158 ، سُنن نسائی الکبریٰ: 8478 ، جامع ترمذی: 3713 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی: اِسنادہ صحیح]

[السلسلۃ الصحیحۃ : 1750 اور 2223 ، مُسندِ احمد : 19321 (جلد - 4 ، صفحہ - 370) ، قال الشیخ زبیر علیزئی والالبانی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4711 اور 4628 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مُسلم]

34 سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ نے خبر دی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام ؓ سے ارشاد فرمایا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت فرماتے ہیں۔'' چنانچہ ساری رات صحابہ کرام ؓ اِسی پر تردّد کرتے رہے کہ اُن میں سے کس (خوش نصیب) کو وہ جھنڈا ملے گا، اور صبح کے وقت سبھی پُراُمید تھے (کہ جھنڈا ہمیں ملے گا) تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''علی (ؓ) کہاں ہے ؟'' آپ ﷺ کو عرض کی گئی کہ اُن (سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ) کی آنکھیں دُکھتی ہیں، آپ ﷺ نے (بُلوا کر) اُن کی دونوں آنکھوں میں (اپنا) لعابِ دہن (مبارک) ڈالا اور اُن کیلئے دُعا فرمائی۔ پس وہ یوں اچھے بھلے ہوگئے گویا کبھی بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی ؓ کو جھنڈا دیا۔ اِس پر سیدنا علی ؓ نے پوچھا: ''کیا مَیں اُن (دشمن) سے اُس وقت تک لڑائی کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں؟'' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آرام سے چلتے رہو یہاں تک کہ تم اُن کے قریب پہنچ جاؤ، پھر تم اُن کو اِسلام کی دعوت دینا اور اُنہیں بتانا کہ (مسلمان ہونے سے) اُن پر کیا فرض ہوگا، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمہاری (دعوت و محنت کی) وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ بات تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگی۔'' صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں : رسولُ اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دِن اِرشاد فرمایا: ''آج میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔'' سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اِس پر سیدنا عمر بن خطاب ؓ فرماتے تھے کہ (زندگی میں) صرف اُسی دن مجھے قیادت کی تمنا ہوئی (کہ جھنڈا مجھے ملے اور میں اُس بشارت کا مصداق بن جاؤں) ساری رات میں نے اِسی اُمید میں گزاری کہ مجھے (اُس قیادت کے لئے) بلایا جائے گا، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کو بلوایا اور اُنہیں جھنڈا عطا کیا اور اِرشاد فرمایا: ''سیدھے روانہ ہو جاؤ اور یکسو رہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرما دے۔'' (سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے) فرمایا کہ سیدنا علی ؓ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر بعد رُکے اور واپس مُڑے بغیر بلند آواز سے پوچھا: ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! میں کس مقصد کی خاطر لڑائی کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُن سے جنگ کرو حتّی کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اور جب وہ یہ گواہی دے دیں) تو پھر تیرے ہاتھوں سے اُن کی جانیں اور اَموال محفوظ ہو گئے، سِوائے قانونی جواز کے اور اُن کا (اُخروی) حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

[صحیح بُخاری : 3701 ، صحیح مُسلم : 6222 اور 6223]

35 سیدنا مصعب بن سعد تابعی رحمہ اللہ اپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کو (اپنے پیچھے) قائم مقام کے طور پر چھوڑا۔ اِس پر اُنہوں (سیدنا علی ؓ) نے (آپ ﷺ کی جدائی پہ اظہارِ افسوس کرتے ہوئے) پوچھا: ''آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں ؟'' تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''(اے علی ؓ !) کیا تم اِس بات پر خوش نہیں کہ تمہارا مجھ سے وہی رشتہ ہے جو ہارون ؑ کا موسیٰ ؑ سے تھا؟'' (یعنی جیسا کہ کوہِ طور پر جاتے وقت سیدنا موسیٰ ؑ نے سیدنا ہارون ؑ کو بنی اسرائیل پر اپنا قائم مقام بنایا تھا، ویسے ہی میں بھی تبوک پہ جاتے وقت تمہیں اپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں) صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی (ؓ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون ؑ کو موسیٰ ؑ سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا دِل چاہا کہ میں براہِ راست یہ حدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے سنوں، چنانچہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے ملا اور اُنہیں اسی طرح کی حدیث سنائی جو میں نے اُن کے بیٹے سیدنا عامر بن سعد تابعی رحمہ اللہ سے سنی تھی، (اِس پر) سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے فرمایا: ''(ہاں) میں نے (رسولُ اللہ ﷺ سے) اِسی طرح سنا تھا۔'' (اَب چونکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کا دَورِ ملوکیت تھا اور بنواُمیہ کے منبروں سے سیدنا علی ؓ پہ لعنت کرنے کی بدعت کا رواج عام تھا، جسکی تفصیل آگے حدیث نمبر: 37 سے 48 تک آ رہی ہے، تو اَیسے حالات میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی اِتنی شان بیان کرنے والی حدیث کو ہضم کرنا اِنتہائی مشکل کام تھا، چنانچہ) سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مَیں نے پھر (دوبارہ تاکیداً) پوچھا ''کیا واقعی آپ ؓ نے خود (رسولُ اللہ ﷺ سے) سنا تھا؟'' چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے (غصے کی حالت میں) اپنی دونوں اُنگلیاں اپنے کانوں پر رکھ کر فرمایا: ''ہاں ! ورنہ (اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرے) یہ دونوں کان ہی بہرے ہو جائیں۔''

[صحیح بُخاری : 4416 ، صحیح مُسلم : 6217 اور 6218]

36 اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ ایک صبح (گھر سے) نکلے اور آپ ﷺ نے مُنقش سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی، اِسی دوران سیدنا حسن بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں (اپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا حسین بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (اپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (اپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (اپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر رسولُ اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اے اہلِ بیت ! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کردے۔ [الاحزاب : 33]''

[صحیح مُسلم : 6261]

37 سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''میرے صحابہ ؓ کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کردے تو بھی وہ اُن (صحابہ کرام ؓ) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔'' صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے درمیان کچھ (اِختلاف ہوا) تھا، تو (جذبات

میں آ کر) سیدنا خالد بن ولید ﷛ نے اُن (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷛) کو گالی دی تو آپ ﷺ نے (سیدنا خالد بن ولید ﷛ سے) اِرشاد فرمایا: ''تم میرے صحابہ ﷛ میں سے کسی کو گالی مت دو، کیونکہ اَب تم (بعد میں اِسلام لانے والوں) میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (پہلے مسلمان صحابہ کرام ﷛) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پاسکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پاسکتا۔'' [صحیح بُخاری : 3673 ، صحیح مُسلم : 6488]

38 اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''مُردہ لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اَپنے کیے ہوئے اَعمال (کے اَنجام) تک پہنچ چکے ہیں۔'' (یعنی اُنہوں نے جو کچھ اچھا یا برا اِس دُنیا میں بویا تھا، اَب عالَمِ برزخ میں اُسی کی جزا یا سزا کو کاٹ رہے ہیں) [صحیح بُخاری : 1393]

نوٹ رسولُ اللہ ﷺ کا مندرجہ بالا مبارک فرمان پوری اُمت کیلئے یکساں ہے اور اِس حکم سے کوئی ایک شخص بھی باہر نہیں ہے، چاہے وہ شخص صحابہ کرام ﷛ میں ہی سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اِسی ضمن میں اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مخزومیہ عورت (جسکا نام فاطمہ بن اَسود تھا) نے چوری کی تھی۔ اِس واقعہ نے قریش کو غمزدہ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے مشورہ کیا کہ (اُونچے گھرانے کی اُس چور عورت کو سزا سے بچانے کی خاطر) اُس سے متعلق رسولُ اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے گا؟ چنانچہ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام تو صرف رسولُ اللہ ﷺ کے محبوب سیدنا اُسامہ بن زید بن حارثہ ﷛ ہی کر سکتے ہیں۔ جب اُسامہ بن زید ﷛ نے رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں اُسکی سفارش کی تو آپ ﷺ نے (اِنتہائی غصہ کی حالت میں) اِرشاد فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے معاملہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟'' پھر رسولُ اللہ ﷺ نے (لوگوں میں) کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اِرشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ صرف اِسی (جرم کی) وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب اُن میں سے کوئی اُونچے گھرانے والا چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پہ حد جاری کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اُسکے ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ (یعنی اِسلام کے قوانین وحدود کا اِطلاق سبھی پہ ایک جیسا ہوگا)''

جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام میں سے ایک شخص کو سُنا کہ وہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے حوالے سے (میرے والدِ محترم) سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ سے سوال کر رہا تھا (یعنی حجِ تمتع جائز ہے کہ نہیں؟) تو سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا: ''ہاں اَیسا کرنا بالکل حلال ہے۔'' اِس پر اُس شامی نے عرض کی کہ آپ کے والد اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ﷛ تو اِس (حجِ تمتع) سے منع فرماتے تھے۔ اُسکی اِس بات پر سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا: ''اگر کسی بات سے میرے والدِ محترم منع کر دیں حالانکہ رسولُ اللہ ﷺ نے تو اُس عمل کو جاری فرمایا ہو، تو مجھے بتاؤ کہ پھر میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا کہ رسولُ اللہ ﷺ کا حکم مانا جائے گا؟ اُس نے عرض کی کہ بے شک رسولُ اللہ ﷺ کا حکم ہی مانا جائے گا۔ تو سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا: ''(پھر خوب سمجھ لو کہ) بے شک رسولُ اللہ ﷺ نے حجِ تمتع کا حکم دیا ہے۔''

[صحیح بُخاری : 6788 ، صحیح مُسلم : 4410 ، جامع ترمذی : 824 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

39 سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ کے پاس آ کر بتانے لگا کہ فلاں (بنواُمیہ سے تعلق رکھنے والا) شخص جوامیرِ مدینہ ہے، اَپنے ممبر پر سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا (بُرے انداز سے) ذکر کرتا ہے۔ (سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ نے) پوچھا: ''وہ کیا کہتا ہے؟'' اُس نے بتایا کہ وہ (حقارت سے) اُن (سیدنا علی ﷛) کو ابوتراب (یعنی مٹی والا) کہتا ہے۔'' اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ ہنس پڑے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ﷛) کا یہ نام (ابوتراب) تو خود رسولُ اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ﷛) کو اِس نام سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔'' (سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اُنکی یہ بات سن کر) مَیں نے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ کو سارا قصہ سنانے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اَے ابوعباس! یہ قصہ کیسے پیش آیا؟ تو اُنہوں نے وہ قصہ یوں بیان فرمایا: ''ایک روز سیدنا علی ﷛ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر (کسی بات پہ اُن سے ناراض ہو کر) گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ رسولُ اللہ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ﷛) کہاں ہے؟'' اُنہوں نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ﷛ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ﷛ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔''

صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ (بنواُمیہ کے دَورِ ملوکیت میں) آلِ مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا والی بنا کر بھیجا گیا۔ اُس گورنر نے سیدنا سہل ﷛ کو بُلوایا اور حکم دیا کہ وہ سیدنا علی ﷛ کو گالی دیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا سہل ﷛ نے صاف اِنکار فرما دیا۔ پھر اِس اِنکار پر اُس (والی مدینہ) نے کہا کہ چلو کم از کم اِتنا ہی کہہ دو کہ: ''اللہ تعالیٰ ابوتراب (مٹی والے) پر لعنت کرے۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل ﷛ نے فرمایا کہ سیدنا علی ﷛ کو تو ابوتراب (مٹی والا) سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب ہی نہ تھا۔ وہ تو اِس نام سے پکارے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ اِس پر اُس (والی مدینہ) نے کہا کہ ہمیں ساری بات سُناؤ کہ اُنکا یہ نام کیونکر رکھا گیا تھا؟ سیدنا سہل ﷛ نے فرمایا: ''(ایک مرتبہ) رسولُ اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں سیدنا علی ﷛ موجود نہ تھے، تو آپ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ﷛) کہاں ہے؟'' اُنھوں نے عرض کی کہ میرے اور اُنکے درمیان کوئی (جھگڑے کی) بات ہوئی تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور دوپہر باہر گزاری۔ رسولُ اللہ ﷺ نے کسی کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو وہ کہاں ہے؟ کسی نے آ کر عرض کی کہ وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ﷛ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ﷛ کی کمر سے مٹی جھاڑتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔'' [صحیح بُخاری : 3703 ، صحیح مُسلم : 6229]

40 سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص تابعی رحمہ اللہ اَپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کو حکم دیا (تو اُنھوں نے صاف اِنکار فرمادیا) پس حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے پوچھا کہ آپ ؓ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے جواب میں فرمایا: ''مَیں ہرگز اُنہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی اَیسی ہیں) جو سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کیلئے رسولُ اللہ ﷺ نے خود اِرشادفرمائی تھیں۔ اور اگر اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک بھی مِل جاتی تو (وہ فضل) مجھے سرخ اونٹوں کے مِل جانے سے بھی بہتر ہوتا۔ (پہلی فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو سُنا کہ آپ ﷺ نے جب کسی غزوہ (تبوک) میں سیدنا علی ؓ کو پیچھے چھوڑا تو اُنھوں نے (بطورِشکوہ) کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس (عزت افزائی) پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور (دوسری فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے غزوۂ خیبر کے دِن رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت فرماتے ہیں۔'' (یہ سن کر) ہم سب اِسی اُمید میں رہے (کہ شاید جھنڈا ہمیں مِل جائے) مگر (صبح ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی (ؓ) کو میرے پاس بُلا کر لاؤ۔'' اُنہیں لایا گیا تو اُن کی آنکھیں دُکھتی تھیں، پس آپ ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں (اَپنا) لعابِ دھن مبارک لگایا اور جھنڈا اُنہیں دے دیا اور (پھر) اُن کے ہاتھوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اور (تیسری فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) جب (عیسائی پادریوں کو مباہلے کا چیلنج دینے کیلئے) قرآن کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ''اَے پیغمبر ﷺ! فرمادیں کہ آؤ ہم اَپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلالیتے ہیں، اور اَپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اور اَپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، اور پھر بڑی عاجزی سے (اللہ تعالیٰ کے حضور) اِلتجا کریں پھر لعنت بھیجیں اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر۔ [آلِ عمران: 61]'' تو رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا علی ؓ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حسن ؓ اور سیدنا حسین ؓ کو بُلایا اور پھر یوں عرض کی: ''اَے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اَہل (بیت) ہیں۔''

سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے پوچھا کہ آپ ؓ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد ؓ نے جواب میں فرمایا: ''جب تک 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی) جو سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کیلئے رسولُ اللہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں، مجھے یاد رہیں گی، اُس وقت تک میں سیدنا علی ؓ کو گالی نہیں دوں گا۔ اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک (بات) بھی مِل جائے تو (وہ) مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو صحیح مُسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں، لیکن اِس کے آخر میں ہے کہ) پھر سیدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! سعد بن ابی وقاص ؓ کی یہ گفتگو سُن لینے کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ جتنا عرصہ مدینہ شریف میں مقیم رہے اِس موضوع پر ایک حرف کا بھی کلام نہ کیا۔''

سُنن ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کسی حج کے موقع پر (مدینہ شریف) آئے تو سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس ملنے آئے تو حضرت معاویہ ؓ نے (اُنکے سامنے) سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کا تذکرہ کیا اور اُن (سیدنا علی ؓ) کی توہین کی تو سیدنا سعد ؓ کو غصہ آگیا اور اُنھوں نے فرمایا تم اَیسی باتیں اُس شخص کے متعلق کہتے ہو جس کے بارے، مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُس کا مولا (دِلی محبوب) علی ؓ ہے، اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''اَے علی (ؓ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''آج مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔''

[صحیح مُسلم : 6220 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8439 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، سُنن ابنِ ماجہ : 121 ، قال الشیخ الالبانی: اِسنادہ صحیح]

41 سیدنا ابوبکر بن خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعد بن مالک (ابی وقاص) ؓ کو مدینہ منورہ میں ملنے گیا تو وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ: ''میں نے سُنا ہے کہ تم لوگ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالی دیتے ہو؟'' مَیں نے عرض کیا: کیا واقعی آپ ؓ نے ہمارے متعلق اَیسی بات سُنی ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''ہاں اَیسا ہی ہے، شاید تم نے بھی اُنہیں گالی دی ہوگی؟'' مَیں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی پناہ! (کہ ہم نے کبھی اَیسی حرکت نہیں کی)۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے فرمایا ''سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو کبھی گالی نہ دینا۔ بے شک اگر میری مانگ (یعنی سر کے درمیانے حصے) پر آرا بھی رکھ دیا جائے (یعنی مجھے اِنکار کرنے پہ اَپنی جان چلے جانے کا خوف ہو اور مجھے مجبور کیا جائے) کہ میں سیدنا علی ؓ کو گالی دوں تو میں پھر بھی اُنہیں گالی نہیں دوں گا کیونکہ مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے (سیدنا علی ؓ کے فضائل میں) بہت کچھ سن رکھا ہے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا قیس بن ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا۔ اِسی دوران جب میں اجارزیت (نامی جگہ پر) پہنچا تو دیکھا کہ لوگ ایک گھوڑسوار کے گرد جمع ہیں اور وہ گھوڑسوار سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالیاں بک رہا ہے اور وہ لوگ (اُس گستاخ گھوڑسوار کو منع کرنے کی بجائے) اُس کے گرد مجمع لگائے کھڑے ہیں۔ اِسی دوران اِتفاقاً سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ وہاں تشریف لے آئے اور پوچھا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یہ شخص سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالیاں دے رہا ہے۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) اِس پر سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ آگے بڑھے تو لوگوں نے (اِحترام میں) اُن کیلئے راستہ کھلا کردیا اور وہ اُس شخص کے سامنے جاکر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا: ''اَے شخص! تو کس بنا پر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالیاں دے رہا ہے؟ (اَے گستاخ مجھے بتا) کیا وہ (سیدنا علی ؓ) سب سے پہلے مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ (سیدنا علی ؓ) رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ

سب سے پہلے نماز پڑھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے) مزید فضائل ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: ''کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے رشتے سے آپ ﷺ کے داماد نہیں تھے؟ کیا رسولُ اللہ ﷺ کے غزوات میں وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے علم بردار (جھنڈا اُٹھانے والے) نہیں تھے؟'' پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اَپنا منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی: ''اَے اللہ تعالیٰ ! یہ شخص تیرے ولیوں میں سے ایک ولی کو گالیاں بک رہا ہے، اِس ہجوم کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے انہیں اپنی قدرت کا مظاہرہ دکھادے۔'' سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم اَبھی منتشر بھی نہیں ہوئے تھے کہ اُس (گستاخ گھوڑسوار) کی سواری (زمین میں) دھنسنے لگی اور اُسکی سواری نے اُس کو کھوپڑی کے بل پتھروں پر پٹخ دیا، جس کی وجہ سے اُس (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گستاخ گھوڑسوار) کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں مرگیا۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8477 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 6121 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح]

42 سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب فلاں شخص (یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کوفہ میں آیا تو اُنھوں نے فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کو خطیب مقرر کیا۔ (اِس موقع پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اِس ظالم (خطیب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہو ؟ (جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر لعنت کر رہا ہے، جس کی خبر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آرہی ہے) سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو پہلے 10 اِسلام لانے والوں میں شامل تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی تھے) نے 9 اَفراد کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی دی (اور فرمایا کہ) مَیں اگر دسویں شخص کی گواہی بھی دے دوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا (یعنی بالکل درست ہوگا)۔'' مَیں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: ''اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ '' سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے ؟ وہ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: ''(وہ دسواں شخص) مَیں ہوں۔'' (**نوٹ:** اِسی حدیث سے ایک اور ملتی جلتی روایت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی میں حدیث نمبر 3747 نقل ہوئی ہے، لیکن اُس حدیث میں رسولُ اللہ ﷺ کی بجائے سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے)

سُنن نسائی الکبریٰ اور مُسندِ اَحمد کی اَحادیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کچھ خطباء مقرر کیے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اِس ظالم شخص (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرواتا ہے۔'' پھر اُنہوں نے 9 اَفراد کے بارے میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ''اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔'' میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: '' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ '' سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید رضی اللہ عنہ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: '' مَیں ہوں۔''

[سُنن ابی داؤد : 4648 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8208 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی والشیخ غلام مصطفٰی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

[صحیح ابن حبان : 6996 ، السُنۃ لابنِ ابی عاصم : 1220 ، مُسندِ احمد : 1644 (جلد -1 ، صفحہ -189) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

43 سیدنا ریاح بن حارث تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور اہلِ کوفہ بھی موجود تھے کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے تو اُس (فلاں شخص) نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور تخت پر اَپنے پاؤں والی طرف پاس بٹھالیا۔ اِسی دوران وہاں ایک کوئی شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ اُس (فلاں شخص) نے اُس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اُس (قیس بن علقمہ) نے مسلسل گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ شخص کسے گالیاں دیئے جارہا ہے؟ '' اُس (فلاں شخص) نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اَفسوس سے فرمایا: '' مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اَصحابِ رسول ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہیں اور تم (فلاں شخص) اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو؟ (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا تھا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑجائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا '' (رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ) سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' اور اگر میں چاہوں تو دَسویں (خوش نصیب) کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ (عاجزی کے باعث) خاموش ہوگئے۔ تو لوگوں نے بااِصرار پوچھا کہ وہ دَسویں کون ہیں؟ تو فرمایا: ''وہ (دسواں شخص) سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔'' پھر فرمایا:

'' (تم سب کان کھول کرسُن لو) رسولُ اللّٰہ ﷺ کی معیت میں کسی صحابی کا چہرہ غُبار آلود ہونا ، تم میں سے کسی کے ساری عمر کے نیک اَعمال کرنے سے بہتر ہے خواہ اُسے سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بڑی مسجد میں تھے اور اُن کے پاس دائیں بائیں اہلِ کوفہ موجود تھے، اِسی دوران اُن کے پاس سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ صحابی تشریف لائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور (شاہی) تخت پر اَپنے پاؤں کی جانب اَپنے پاس بٹھالیا۔ پھر ایک کوفی شخص آیا اوراُس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر مسلسل گالیاں دینا شروع کردیں۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اَے مغیرہ ! یہ کِس کو گالیاں دے رہا ہے ؟'' اُنہوں نے کہا: ''یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دے رہا ہے۔'' اِس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آکر) فرمایا: '' اَے مغیرہ بن شعبہ ! اَے مغیرہ بن شعبہ ! مَیں یہ کیا سُن رہا ہوں کہ اَصحابِ رسول ﷺ کو تمہارے پاس گالیاں دی جاتی ہیں اور تم اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو؟ (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں، وہ جو کچھ میرے کانوں نے سُنا اور میرے دل نے محفوظ کرلیا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑ جائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنھم اجمعین)۔'' اور ایک نواں مسلمان بھی جنتی ہے، اگر مَیں چاہوں تو اُس کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔'' اس پر اہلِ مسجد نے بااِصرار اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا: ''اَے رسولُ اللّٰہ ﷺ کے صحابی ! وہ نواں شخص کون ہے ؟ '' سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' تُم نے مجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے ڈالا ہے، اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! وہ نواں مسلمان مَیں (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) ہوں اور رسولُ اللّٰہ ﷺ دَسویں ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! اَیسا شخص، جس کا چہرہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کی معیت میں گرد آلود ہوا، اُس کا یہ عمل تمہاری تمام عمر کی نیکیوں سے بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4650 ، مُسندِ احمد : 1629 (جلد -1 ، صفحہ -187) ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی والشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

44 سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ماہِ ذی القعدہ میں عمرہ کا قصد فرمایا تو اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت سے اِنکار کردیا۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ (آئندہ سال) 3 دن اِس (مکہ مکرمہ) میں ٹھہرسکیں گے اور معاہدے کی تحریر میں لکھا گیا: ''یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ طے پایا ہے۔'' اِس پر قریشِ مکہ بگڑ گئے اور کہا کہ ہم تو آپ ﷺ کو (رسولُ اللّٰہ ﷺ) نہیں مانتے کیونکہ اگر ہمیں (یقینی) علم ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں تو ہم آپ ﷺ کو (مکہ مکرمہ میں) داخلے سے کیوں روکتے ؟ لہٰذا یہاں محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) لکھیں۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' مَیں اللّٰہ تعالیٰ کا رسول (ﷺ) بھی ہوں اور محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) بھی ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اِرشاد فرمایا: '' لفظِ رسولُ اللّٰہ (ﷺ) مٹادو۔'' سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (جذباتِ محبت میں) عرض کی: '' نہیں اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! مَیں آپ ﷺ (کے نام مبارک کے ساتھ لکھے رسولُ اللّٰہ) کو نہیں مٹا سکتا۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے (معاہدے کی) تحریر خود پکڑی، حالانکہ آپ ﷺ اَچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، پھر لکھا (گیا): ''یہ (وہ معاہدہ) ہے جو محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) نے طے کرلیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ہتھیار لیکر نہیں آئیں گے، سوائے ایک تلوار کے جو نیام میں بند ہوگی اور یہ کہ اہلِ مکہ میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے پیچھے (مدینہ منورہ) جانا چاہے تو آپ ﷺ اُسے نہیں لے جائیں گے اور اَپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں روکیں گے اگر وہ اُس (مکہ مکرمہ) میں مقیم ہونا چاہے۔'' -------------- چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے (بطورِ دل جوئی کے) اِرشاد فرمایا: ''(اَے علی!) تم مُجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں۔'' [صحیح بُخاری : 4251]

45 سیدنا ابوعبداللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا (اِنتہائی دُکھی ہوکر) مجھ سے فرمانے لگیں: ''کیا رسولُ اللّٰہ ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک) مَیں نے عرض کیا کہ یہ (اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح فعل) کیونکر ہوسکتا ہے ؟ تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: ''کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اُن سے محبت کرنے والوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں ؟ (نعوذ باللہ من ذالک) (جبکہ) مَیں گواہی دیتی ہوں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ اُن (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے محبت فرمایا کرتے تھے۔'' (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبروں پہ گالیاں دینا گویا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کو منبروں پہ گالیاں بکنے کے ہی مترادف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

[مُسند ابی یعلٰی : 7013 ، المُعجم الصغیر لِلطبرانی : 822 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6101 : اِسنادہ صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظھیر فی خصائص علی تحت الحدیث 8476 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ علامہ جلال الدین السیوطی (اَلمُتوفّٰی-911 ھجری) لکھتے ہیں : '' بنواُمیہ (اَپنے) خطبات میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیا کرتے تھے، پھر جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو اُنہوں نے اِس (غلیظ، اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح رَسم) کو بند کروادیا، اور حکومتی کارندوں کے نام حُکم نامہ جاری فرمایا کہ اِس (غلیظ رَسم) کو بند کردیا جائے۔ پھر اُسکی جگہ اِس (آیت) کو جاری فرمادیا: ''بے شک (اَے ایمان والو !) اللّٰہ تعالیٰ تمہیں (اِن 3 کاموں کا) حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں اِنصاف سے کام لو اور اِحسان کرو، اور اَچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ، اور (تمہیں اِن 3 کاموں سے) منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور بُرے کاموں سے اور سرکشی سے۔ وہ (اللّٰہ تعالیٰ) تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔[اَلنحل : 90]'' ، چنانچہ اُس وقت سے اَب تک خطبات میں اِس (آیت مبارکہ) کی قرأت مسلسل جاری ہے۔'' [تاریخُ الخُلفاء لِلسیوطی " باب عمر بن عبد العزیز "]

46 سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ میدانِ عرفات میں تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ لوگوں سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟ '' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (کے منع کرنے کی وجہ) سے ڈرتے ہیں۔''

(اس لئے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی بجائے آہستہ آواز میں ہی کہہ لیتے ہیں)۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا: لبیک اللھم لبیک ، لبیک اللھم لبیک ، (اور ساتھ ہی فرمایا) بے شک اُن لوگوں نے سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ سے بُغض رکھنے کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔ سُنن الکُبریٰ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے کہ سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم میدانِ عرفات میں سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ کے پاس تھے، تو اُنہوں نے سوال فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟'' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ ﷛ سے ڈرتے ہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور پکارا: '' لبیک اللھم لبیک ، خواہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کی ناک خاک آلود ہو جائے (یعنی وہ میرے اِس سنت پر عمل کرنے کو خواہ بُرا ہی مان جائیں)، (اور ساتھ ہی فرمایا) اَے اللّٰہ تعالیٰ ! اِن لوگوں پر لعنت فرما بے شک اِن لوگوں نے سیدنا علی ﷛ کے بُغض کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔(یعنی سیدنا علی ﷛ کا بلند آواز سے تلبیہ کہنا تو رسولُ اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے تھا نہ کہ اُن کا اُن کا کوئی ذاتی اِجتہاد تھا)

[سُنن نسائی : 3009 ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الالبانی : اِسنادہ صحیح ، سُنن الکُبریٰ لِلبیھقی : 9230 (جلد -5 ، صفحہ -113) ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

47 سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ بیان فرماتے ہیں: '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، بے شک نبیِ اُمی ﷺ نے مُجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ مُجھ (سیدنا علی بن ابی طالب ﷛) سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی مُجھ (سیدنا علی بن ابی طالب ﷛) سے بُغض رکھے گا۔'' [صحیح مُسلم : 240]

48 سیدنا ابو مریم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: '' میری (ذات کی) وجہ سے دو (قسم کے) لوگ ہلاک (یعنی گمراہ) ہو جائیں گے، (پہلی قسم) حد سے زیادہ محبت میں غلو کرنے والے اور (دوسری قسم مجھ سے) بُغض رکھنے والے۔'' فضائل الصحابة اور السُنة کی حدیث (موقوف) میں آیا ہے کہ سیدنا ابو السوار تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ نے (یقیناً رسولُ اللہ ﷺ کی طرف سے بتائی ہوئی غیبی خبر کی بنیاد پر) اِرشاد فرمایا: ''کچھ لوگ مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ محبت (میں غلو کرنا) اُن (رافضیوں) کو آگ میں داخل کر دے گی اور کچھ لوگ مجھ سے بُغض رکھیں گے یہاں تک کہ یہ بُغض رکھنا اُن (ناصبیوں) کو آگ میں لے جائے گا۔''

[فضائل الصحابة لاحمد ابن حنبل : 932 اور 920 (جلد -2 ، صفحہ - 445 اور 433) ، السُنة لابن ابی عاصم : 819 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

حضرت معاویہ ﷛ کو حکومت مل جانے کے بعد سے بتدریج اُمت پر کیسی ملوکیت مسلط ہوئی اور پھر اُس کا کیا بھیانک نتیجہ نکلا؟

49 سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام ﷛ نے مشورے کے بعد سیدنا حسن بن علی ﷛ کو متفقہ طور پہ خلیفہ چُن لیا تو) اللہ تعالیٰ کی قسم ! سیدنا حسن بن علی ﷛ پہاڑوں جیسے لشکر لے کر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے مقابلے میں آئے تھے، (جن کو دیکھ کر) حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے کہا: ''مجھے اَیسے لشکر نظر آرہے ہیں جو مدِ مقابل کو فنا کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔'' یہ سُن کر حضرت معاویہ ﷛ نے کہا: '' اَے عمرو! اگر دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو مار ڈالا تو اُنکے (پسماندگان) کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکی (بیوہ) عورتوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکے یتیم بچوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ ''چنانچہ حضرت معاویہ ﷛ نے بنی عبد شمس کے دو قریشی اَفراد، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا کہ جاؤ اور اُس شخص (سیدنا حسن بن علی ﷛) کو (صلح کی) پیش کش کرو اور اُن سے مصالحت کا مطالبہ کرو۔ وہ دونوں اُن (سیدنا حسن بن علی ﷛) کے پاس آئے اور صلح و امن کی بات چلائی۔ سیدنا حسن ﷛ نے فرمایا: '' ہم بنو عبدالمطلب (اِن جنگوں میں) بہت مال خرچ کر چکے ہیں (یعنی صلح کی صورت میں اُنکی کفالت کی ذمہ داری کون لے گا؟) اور یہ اُمت (اِن جنگوں کی وجہ سے) اَپنے خون میں لت پت ہو چکی ہے۔'' اُن دونوں نے عرض کی: ''حضرت معاویہ ﷛ آپ ﷛ کو فلاں فلاں پیش کش کرتے ہیں اور کچھ مطالبات کے طلب گار ہیں (یعنی آپ ﷛ خلافت سے دستبردار ہو جائیں)۔'' سیدنا حسن بن علی ﷛ نے فرمایا: '' اِس (معاہدے) کی تکمیل کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علی ﷛ جو بھی مطالبہ کرتے گئے وہ دونوں اَپنے ذِمہ لیتے گئے۔ (جب صلح ہو گئی تو) سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مَیں نے سیدنا ابو بکرہ ﷛ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے خطبہ اِرشاد فرمانے کے دوران سیدنا حسن بن علی ﷛ کو اَپنے پہلو میں لئے ہوئے کبھی اُنکی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کیطرف اور ساتھ ساتھ یہ اِرشاد فرماتے جاتے: '' میرا یہ بیٹا سردار ہے (یعنی اَپنی حکومت سے دستبردار ہو کر قربانی کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کرے گا) اور مجھے اُمید ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اِسکے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروا دے گا (یعنی خلیفہ راشد سیدنا علی ﷛ کی حق والی جماعت اور دوسری حضرت معاویہ ﷛ کی جماعت جس نے خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی)۔''

[صحیح بُخاری : 2704 اور 7109]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ﷛ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کو حکومت سپرد کی تھی، اُنکی پوری تفصیلات شروح اَحادیث اور کتبِ تاریخ میں درج ہیں، مثلاً:
❶ حضرت معاویہ ﷛ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسولُ اللہ ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین ﷛ کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔ ❷ حضرت معاویہ ﷛ اَپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمت کو خلیفہ کے اِنتخاب کیلئے شوریٰ پہ چھوڑیں گے۔ ❸ سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُنکے خلاف کسی قسم کی اِنتقامی کاروائی نہیں کی جائیگی۔ ❹ آلِ محمد ﷺ کیلئے خُمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ خلفاء راشدین ﷛ کے اَدوار سے ملتا آرہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ : [الاستیعاب لابنِ عبدالبر ، الاصابة لابنِ حجر ، البدایة والنھایة لابنِ کثیر ، فتحُ الباری لابنِ حجر تحت الحدیث البُخاری : 7109]

50 سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں اور ایک دوسرا شخص، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اُس شخص سے بار بار فرماتے جاتے تھے: '' مجھ سے (جو بھی علمی بات پوچھنی ہے) پوچھ لو اُس وقت سے پہلے کہ تم نہ پوچھ سکو (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی حالت غیر تھی)۔'' اُس شخص نے عرض کی کہ مَیں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا (ہم تو صرف آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں)، اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو صحت عطا فرمائے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: '' اَبھی اَبھی مَیں نے اَپنے جگر کا ٹکڑا تھوکا ہے، جسے میں اِس لکڑی سے اُلٹ پلٹ رہا تھا، مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے، اور اِس بار تو وہ (زہر) بہت ہی سخت تھا۔'' سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اَگلے دن ہم دوبارہ صبح صبح سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے، تو وہ (گھر سے باہر) بازار میں (کسی جگہ لیٹے ہوئے) تھے، اور اِسی دوران (آپ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی) سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سرِ مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا '' اَے میرے بھائی جان ! آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والا کون ہے؟'' سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟'' (سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے) عرض کی: '' جی ہاں ! '' سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' اگر میں نے مجرم کو صحیح شناخت کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود سخت انتقام لینے والا ہے، اور اگر وہ بے گناہ ہے، تو مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ (میری وجہ سے) مار دیا جائے۔''

[المُصنف لابن ابی شیبة : 37359 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظهیر فی السُنة - 26 : اِسنادہ صحیح]

51 سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر گئے، (اِس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے کہا: '' کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) نے سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے کہا : '' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو ؟ '' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔'' بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: ''وہ (حسن رضی اللہ عنہ) تو ایک اَنگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر اِرشاد) فرمایا: '' مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔ اَے معاویہ رضی اللہ عنہ ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا:'' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا:'' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اَے مقدام! مجھے پتا ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام و اکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا:''سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے کہ سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا : '' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو ؟ '' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے (یعنی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17228 (جلد - 4 ، صفحہ - 132) ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

52 سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو اُن سب ہی کی اُمت میں اُنکے کچھ حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اَصحاب ہوا کرتے جو اُس نبی علیہ السلام کی سنت پر چلتے اور اُسکے اَحکام کی پیروی کیا کرتے۔ پھر اُن حواریوں کے بعد اَیسے نالائق لوگ اُنکے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ کچھ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (اَیسی بری صورتحال میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اَپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن

ہے۔اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنے دِل سے (برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا تو وہ (بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔اور اِس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کی تو اُنھوں نے اِس (کے حدیث ہونے) کا اِنکار کر دیا۔اِتفاقاً مجھ سے ملنے کیلئے سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ وہاں تشریف لائے اور (مدینہ شریف کی ایک وادی) قناۃ میں قیام کیا، تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ مجھے ساتھ لے کر اُنکی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔جب ہم اُنکے پاس بیٹھ گئے تو مَیں نے اُسی حدیث کے متعلق سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے بالکل وہی حدیث بیان کی جو مَیں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کر چکا تھا۔

صحیح مُسلم کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دِن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی (کیونکہ نماز کے بعد خطبہ میں بنو اُمیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر اَپنے منبروں سے لعنت کرتے تھے اور لوگ خطبہ سنے بغیر ہی اَپنے اَپنے گھروں کو چلے جایا کرتے تھے) تو اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر (مروان سے) کہا: ''نمازِ عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔'' اِس پر مروان نے کہا: ''بے شک وہ (دورِ نبوی ﷺ کے) طریقے تو اَب متروک ہو چکے ہیں۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلمہ حق کے ذریعے تنبیہ کر کے) اَپنا فرض ادا کر دیا ہے۔کیونکہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا تھا: '' تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (بزورِ بازو) بدل ڈالے، اگر اِس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اِس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دِل سے (اس چیز کو بُرا جانے) اور یہ (تیسرا درجہ) سب سے کمزور ایمان (والوں کا) ہے۔'' [صحیح مُسلم : 179 اور 177]

53 سیدنا یوسف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مروان بن حکم کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے حجاز کیلئے اَپنا گورنر مقرر کیا تو اُس نے (مسجد نبوی ﷺ میں) خطبہ دینے کے دوران (حضرت معاویہ ؓ کی زندگی میں ہی) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگوں سے اُسکے باپ کے بعد (خلیفہ بننے کیلئے پیشگی ہی) بیعت لے سکے۔(اُسکی تقریر سن کر) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ نے اُس (مروان) سے کچھ کہہ دیا (سیدنا عبدالرحمٰن ؓ کے اُن کھرے کھرے جوابی اَلفاظ کا ذکر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں موجود ہے) مروان نے (غصہ میں) حکم دیا کہ اُنھیں گرفتار کر لیا جائے۔چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ (جان بچانے کی خاطر اَپنی بہن) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر (جو مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ ملحق تھا) میں داخل ہو گئے۔جب وہ (حکومتی کارندے) اُنھیں نہ پکڑ سکے تو مروان بن حکم نے (غصہ میں آ کر گستاخی کرتے ہوئے) کہا کہ بیشک یہ وہی شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: '' اور وہ شخص کہ جس نے کہا اَپنے والدین سے کہ اَفسوس ہے تمہارے حال پر، کیا تم مجھے اِس بات کی دھمکی دیتے ہو کہ مَیں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی قومیں گزر چکی ہیں۔۔۔۔۔ یہ دھمکیاں تو صرف اَگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔[اَلاحقاف : 17]۔'' (مروان کی طرف سے آلِ ابی بکر ؓ پر لگائے گئے اِس گستاخانہ اور جھوٹے اِلزام پر) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ہی جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: '' ہم (آلِ ابی بکر ؓ) سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُسکے جو (سورۃ النور میں) میری برأت سے متعلق نازل ہوا تھا۔'' سُنن النسائی الکُبریٰ اور المُستدرک لِلحاکم کی اَحادیث میں ہے کہ سیدنا محمد بن زیاد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مروان کے ذریعے) حضرت معاویہ ؓ نے اَپنے بیٹے (یزید بن معاویہ) کیلئے بیعت لی تو مروان بن حکم نے کہا: ''سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی سنت ہے (کہ اُنھوں نے اَپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا تھا)۔'' سیدنا عبدالرحمٰن ؓ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو ہرقل اور قیصر (جیسے بادشاہوں) کی سنت ہے (کہ باپ کے بعد اُسکا بیٹا حکمران بنے)۔'' تو مروان نے کہا: ''بیشک یہ وہ شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری تھی: [اَلاحقاف : 17]۔'' جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو اُنھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اُس (مروان) نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں فرمائی، اور اگر مَیں چاہوں تو اُسکا نام بھی بتا سکتی ہوں جسکے متعلق وہ نازل ہوئی (حقیقت تو یہ ہے کہ) بیشک میں نے خود سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی تھی جبکہ مروان اُس وقت اَپنے باپ کی پشت میں تھا، پس مروان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی لعنت کا ایک ٹکڑا ہے۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

[صحیح بُخاری : 4827 ، سُنن النسائی الکُبریٰ : 11491 ، المُستدرک لِلحاکم : 8483 ، قال الامام حاکم : اِسناده صحیح علی شرط البُخاری و مُسلم]

54 سیدنا ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنو اُمیہ سے ہوگا۔'' اِسی کے تحت اَپنے مجموعہ میں خود محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' اِس حدیث میں سنت کو تبدیل کر دینے سے مراد خلیفہ کے اِنتخاب کے طریقے کو بدل کر اُسے وراثت بنا دینا ہے۔''

مُسند ابی یعلیٰ اور مَجمعُ الزوائد کی اَحادیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن سبع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔'' ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم ! جو کوئی بھی اَیسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُسکے اہل وعیال سمیت تباہ و برباد کر دیں گے۔سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ اَیسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔'' اُس شخص نے عرض کی: اَے امیر المومنین ! اَپنے بعد ہمارے لئے اَپنا کوئی خلیفہ مقرر فرما دیں۔سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' نہیں بلکہ مَیں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' لوگوں نے عرض کی: اگر آپ ؓ ہمیں بغیر خلیفہ کے چھوڑے جا رہے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی تو کیا جواب دینگے ؟ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' مَیں عرض کروں گا کہ اَے اللہ تعالیٰ مَیں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اَب تیری مرضی ہے، چاہے تو اُنکی اِصلاح فرما دے اور چاہے تو اُنکو تباہ و برباد فرما دے۔''

[الاوائل لابنِ ابی عاصم :61 ، السلسلة الصحیحة : 1749 ، مُسند ابی یعلیٰ : 590 ، مَجمعُ الزوائد : 14782 ، قال الامام الهیثمی و الشیخ حسین سلیم : اِسناده صحیح]

55 سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں منیٰ میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے گھر میں تھا اور وہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے آخری حج میں اُنکے ساتھ تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ لوٹ کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے: ''کاش تم اُس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المومنین ؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اَے امیر المومنین ؓ! کیا آپ ؓ اُس فلاں شخص سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے کہ جو یہ کہتا ہے کہ اگر سیدنا عمر ؓ فوت ہوگئے تو مَیں فلاں شخص کی بیعت کرلوں گا کیونکہ سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت بھی تو اچانک (بغیر کسی منصوبے کے) ہوئی تھی اور کامیاب رہی تھی؟ '' اُسکی یہ خبر سُن کر سیدنا عمر ؓ غصے میں آگئے اور فرمایا: ''اِن شاء اللہ تعالیٰ آج شام مَیں ضرور لوگوں کو خطبہ دوں گا اور اُنہیں اِن (سازشی) لوگوں سے خبردار کروں گا جو لوگوں سے معاملات (یعنی اِقتدار) چھین لینا چاہتے ہیں۔'' اس پر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے عرض کیا: ''اَے امیر المومنین ؓ! اَبھی اَیسا نہ کیجئے گا کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے عامّی اور بازاری لوگ بھی جمع ہوئے ہوتے ہیں اور یہی لوگ خطبے کے وقت آپ ؓ کے قرب و جوار میں اِکٹھے ہوں گے اور مجھے خوف ہے کہ آپ ؓ کوئی بات ایسی کہہ دیں کہ جو غلط مطلب و مفہوم کے ساتھ ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے درست سیاق و سباق کے ساتھ نہ سمجھ پائیں، لہٰذا آپ ؓ تھوڑا سا انتظار کرلیں، حتیٰ کہ آپ ؓ مدینہ منورہ پہنچ جائیں جو کہ ہجرت اور سنت کا گڑھ ہے، وہاں آپ ؓ سمجھدار لوگوں اور معززین کے ساتھ مخصوص مجلس میں بات کریں تاکہ آپ ؓ کی گفتگو کو صحیح اور موزوں مفہوم میں لیا جاسکے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! اِن شاء اللہ تعالیٰ مَیں مدینہ منورہ پہنچتے ہی پہلا کام یہی کروں گا۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آئے، اور جمعہ کے دن مَیں سورج ڈھلتے ہی جلدی (مسجد میں) چلا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ سیدنا سعید بن زید ؓ منبر کے پاس پہلے سے تشریف فرما ہیں، مَیں بھی اُنکے قریب ہی بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا اُنکے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ اَبھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ تشریف لے آئے۔ اُنہیں آتا دیکھ کر مَیں نے سیدنا سعید ؓ سے کہا کہ آج وہ اَیسا خطبہ دیں گے کہ خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے آج تک ویسا خطبہ نہیں دیا ہوگا۔ سیدنا سعید ؓ نے میری بات سے اِتفاق نہ کیا اور کہنے لگے کہ نہیں، کوئی نئی بات نہیں کہیں گے۔ سیدنا عمر ؓ آکر منبر پر بیٹھ گئے، اور جب مؤذن (اذان سے) فارغ ہوگیا تو آپ ؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اِرشاد فرمایا: ''آج مَیں ایسی بات کہنے والا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سجھائی گئی ہے، شاید یہ میری زندگی کی آخری گفتگو ہو، جو شخص بھی اِسے سُن لے اور سمجھ لے تو اُسکا فرض ہے کہ جہاں تک وہ اُسے پہنچا سکے، پہنچا دے، اور جو اِسے نہ سمجھ سکے، تو مَیں اُسے اجازت نہیں دیتا کہ اِسے آگے بیان کرے اور (کم فہمی کی وجہ سے) غلط بیانی کا مرتکب ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تم میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ اگر سیدنا عمر ؓ فوت ہوگئے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کرلیں گے۔ اَے لوگو! دیکھنا تم میں سے کسی شخص کو اِس بات سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت بھی تو اچانک ہوئی تھی اور اِسکے باوجود منعقد ہوگئی تھی اور کامیاب ٹھہری تھی۔ خبردار! وہ بیعت واقعی ہوئی تو اِسی طرح اَچانک تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے (محض اَپنے فضل و کرم سے خاص) اُس موقع پر شرارت اور فتنہ سے محفوظ رکھا (اور سب مسلمانوں نے اُس بیعت کو تسلیم کرلیا تھا)۔ لیکن اَب تم میں (قیامت تک) سیدنا ابوبکر ؓ جیسا کون ہوسکتا ہے کہ سب کے سب اُس ایک پر متفق بھی ہو جائیں (یعنی اَب اَیسا دوبارہ ہونا ممکن ہی نہیں لہٰذا اَب خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں مشاورت کے بغیر کوئی چارہ نہیں) اَب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی گئی (تو یاد رکھنا) وہ بیعت کرنے والا اور جسکی بیعت کی گئی ہوگی، (فساد کے) نتیجے میں دونوں ہی قتل کردیئے جائیں گے۔'' [صحیح بُخاری : 6830]

56 سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ سے دو قسم کے (علوم کے) پیالے محفوظ کیے ہیں، ایک (علم شریعت) کو مَیں نے لوگوں میں نشر کردیا ہے، اور دوسرے (مستقبل میں ہونے والے فتنوں سے متعلق رسولُ اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں) کو اگر بیان کروں تو (اِن موجودہ حکمرانوں کے کرتوتوں کی اَصلیت کھلنے کے باعث اُنکی طرف سے) میری شہ رگ ہی کاٹ دی جائے گی۔'' صحیح بُخاری کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں مسجدِ نبوی شریف میں سیدنا ابوہریرہ ؓ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ مروان (بن حکم) بھی تھا۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ مَیں نے صادق و مصدوق (رسولُ اللہ ﷺ) کو فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''میری اُمت کی ہلاکت خاندانِ قریش (میں سے بنو اُمیہ) کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔'' (والعیاذ باللہ تعالیٰ) یہ سُن کر مروان (خود ہی) کہنے لگا: ''اُن چھوکروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!'' سیدنا ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: ''اگر مَیں چاہوں تو بنو فلاں اور بنو فلاں کہہ (کر اُن چھوکروں کے نام بھی بتا) سکتا ہوں۔'' (راویِ حدیث کہتے ہیں کہ) جب وہ لوگ شام کے حکمران بن گئے تو مَیں اَپنے دادا (سعید تابعی رحمہ اللہ) کے ساتھ بنی مروان کے پاس جایا کرتا تھا، تو میرے دادا جان جب اُن کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے: ''عین ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکے ہوں۔'' ہم نے اُن سے جواباً عرض کیا: ''آپ (سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللہ) ہی بہتر جانتے ہیں۔'' صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: ''قریش کا یہ قبیلہ (مراد بنو اُمیہ، اور اِس کے ثبوت میں اسی مقالہ کی حدیث نمبر 2 پہلے ہی گزر چکی ہے) میری اُمت کو برباد کرے گا۔'' ہم نے عرض کیا: ''اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! پھر آپ ﷺ ہمیں (اَیسی حالت میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ '' آپ ﷺ نے جواباً اِرشاد فرمایا: ''کاش کہ لوگ اُن سے الگ ہی رہیں (یعنی اُمت کی بربادی کا سبب بننے والے اُن حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی برے عمل میں ہرگز شریک نہ ہوں)۔'' [صحیح بُخاری : 120 اور 7058 ، صحیح مُسلم : 7325]

57 سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ سے خود سُنا تھا : ''70 کی دہائی کے آغاز (61-ہجری) اور چھوکروں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔'' دلائل النبوۃ لِلبیہقی کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے پھرتے یہ دُعا مانگا کرتے تھے: ''اَے اللہ تعالیٰ! مجھے 60 (کے سَن) تک باقی نہ رکھنا (اَے لوگو) تمہاری بربادی ہو! حضرت معاویہ ؓ کی کنپٹیوں کو مضبوطی سے پکڑ (کر اُنھیں روک) لو۔ اَے اللہ تعالیٰ! مجھے چھوکروں کے دورِ اِقتدار تک باقی نہ رکھنا۔''

[مُسندِ احمد : 8302 (جلد - 2 ، صفحہ - 326)، مشکوۃ المصابیح : 3716 ، دلائل النبوۃ لِلبیہقی : 2801 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-6 : اِسنادہ صحیح]

58 سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) آپ ﷺ کے منبر شریف پر اُچھل کر چڑھتے ہیں اور اُترتے ہیں۔ (یہ خواب دیکھنے کے بعد) آپ ﷺ سخت طیش (غصے کی حالت) میں آگئے اور اِرشاد فرمایا: ''مَیں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) میرے منبر پر بندروں کی طرح اُچھل کُود کر رہے ہیں!'' سیدنا ابوہریرہ ﷛ کا بیان ہے: ''اِس (غیبی خبر ملنے) کے بعد وفات تک آپ ﷺ کو کبھی مطمئن اور ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔''

[مُسندِ ابی یعلٰی : 6461 ، قال الشیخ حسین سلیم اسد والشیخ ارشاد الحق الاثری و الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جز-6 : اِسنادہ صحیح]

59 سیدنا عائذ بن عمرو ﷛، عبیداللہ بن زیاد (جو یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کیلئے گورنر مقرر تھا) کے پاس آئے اور (بطورِ نصیحت) فرمایا: ''اَے بیٹا! مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سُنا ہے: ''بدترین حکمران وہ ہیں، جو ظالم ہوں، اِس لئے تم اُن میں شامل ہونے سے بچ جاؤ۔'' یہ سُن کر وہ (عبیداللہ بن زیاد گستاخی کرتے ہوئے) بولا: ''بیٹھ جاؤ، تم تو صحابہ ﷛ میں سے محض بھوسہ (ایک گرے پڑے غیر اَہم شخص) ہو۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا عائذ بن عمرو ﷛ نے جواباً فرمایا: ''کیا صحابہ ﷛ میں سے بھی کوئی شخص بھوسہ تھا؟ بھوسہ تو اُن کے بعد میں آنے والے (تم جیسے) لوگوں میں ہے۔''

[صحیح مُسلم : 4733]

60 سیدنا ابوطالوت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا ابوبرزہ ﷛ کو (گورنرِ یزید بن معاویہ) عبیداللہ بن زیاد کے پاس آتے دیکھا جبکہ وہ دسترخوان پر تھا۔ اُس نے سیدنا ابوبرزہ ﷛ کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''یہ ہے تمہارا ٹھگنا محمدی ﷺ!'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا ابوبرزہ ﷛ اُس کی (طنزیہ) بات کو سمجھ گئے اور جواباً فرمایا: ''مجھے گمان نہیں تھا کہ مَیں اَیسے لوگوں (کے دورِ حکومت) تک زندہ رہوں گا جو مجھے رسولُ اللہ ﷺ کی صحبت پر عار دلائیں گے (یعنی صحابی ہونے کا طعنہ دیں گے)۔'' عبیداللہ بن زیاد بولا: ''محمد ﷺ کی صحابیت تمہارے لئے باعثِ زینت ہے، عار کا سبب نہیں۔'' پھر کہنے لگا: ''مَیں نے تمہیں اِس لئے بلوایا ہے کہ تم سے حوض (کوثر) کے متعلق پوچھوں، کیا تم نے رسولُ اللہ ﷺ سے اُس کے بارے میں کچھ سنا تھا؟'' سیدنا ابوبرزہ ﷛ نے فرمایا: ''ہاں! نہ ایک بار، نہ دوبار، نہ تین بار، نہ چار بار اور نہ پانچ بار (یعنی متعدد بار سُنا تھا) اور جو شخص اُس (حوضِ کوثر) کے وجود کا اِنکار کرے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُس سے پینا نصیب نہ فرمائے۔'' سیدنا ابوطالوت تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''پھر سیدنا ابوبرزہ ﷛ غصے کی حالت میں وہاں سے تشریف لے گئے۔''

[سُنن ابی داوٗد : 4749 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

سیدنا حسین ﷛ کے فضائل کا بیان اور یزید بن معاویہ کی ملوکیت میں اُسکے گورنر عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت!

61 سیدنا حذیفہ بن یمان ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے رسولُ اللہ ﷺ سے (آخری بار) کب ملاقات کی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ سے ملے ہوئے اِتنا (لمبا) عرصہ بیت گیا ہے۔ اِس پر میری والدہ نے مجھے سخت سُست کہا۔ میں نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ بس اَب جانے دیجئے، مَیں آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کرتا ہوں اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے اور آپ (والدہ) کیلئے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نمازِ مغرب ادا کی تو آپ ﷺ (نفلی) نماز میں مشغول رہے یہاں تک کہ میں نے نمازِ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو) چلے تو میں بھی (اَندھیرے میں) آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے میری (قدموں کی) آواز سُنی تو دریافت فرمایا: ''کون؟ کیا حذیفہ ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کوئی کام ہے؟ پھر آپ ﷺ نے (خود ہی) دُعا دی: ''اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی بخشش فرمائے۔'' (رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حذیفہ بن یمان ﷛ کا مزید بیان ہے کہ) پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آج رات ایک اَیسا فرشتہ زمین پر اُترا ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے سلام کہا اور خوشخبری دی کہ (میری بیٹی سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور (میرے نواسے) حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور اُنکے والد (سیدنا علی ﷛) اُن دونوں سے بہتر (جنتی مقام پر) ہوں گے۔''

[جامع ترمذی : 3781 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4779 ، السلسلة الصحیحة : 796 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی والشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : اِسنادہ صحیح]

62 سیدنا ابونعم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ سے کسی نے مُحرِم (احرام باندھے ہوئے شخص) کے متعلق پوچھا، جو مکھی کو مار ڈالے (تو اُس کا کفارہ کیا ہے؟) (یہ سوال سُن کر) سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا: ''یہ عراق کے رہنے والے مکھی کے (مارنے سے) متعلق پوچھتے ہیں، حالانکہ اِن لوگوں نے رسولُ اللہ ﷺ کی بیٹی کے لختِ جگر کو قتل کر ڈالا ہے، جبکہ رسولُ اللہ ﷺ اِرشاد فرمایا کرتے تھے: ''یہ دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) دُنیا میں میرے 2 پھول ہیں۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا اُسامہ بن زید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں کسی کام سے رسولُ اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رات کے وقت حاضر ہوا، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے اَپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹ کر اُٹھا رکھی تھی، معلوم نہیں کیا چیز تھی۔ جب میں نے اَپنے کام کی بات آپ ﷺ سے عرض کر لی تو پوچھا: ''آپ ﷺ نے چادر میں کیا اُٹھا رکھا ہے؟'' یہ سُن کر آپ ﷺ نے چادر کھول کر دکھائی تو (اُس میں) سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما تھے، جنہیں آپ ﷺ نے اَپنی گود مبارک میں اُٹھایا ہوا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: ''یہ دونوں میری اولاد ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اَے اللہ تعالیٰ! میں اِن دونوں سے محبت رکھتا ہوں، اِس لیے تو بھی اِن سے محبت فرما اور اُس شخص سے بھی محبت فرما جو اِن دونوں

سے محبت رکھے۔'' **جامع ترمذی کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ** سیدنا یعلی بن مرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' حسین ﷜ مجھ سے ہے اور مَیں حسین ﷜ سے ہوں، اللہ تعالیٰ اُس شخص سے محبت فرمائے جو حسین ﷜ سے محبت کرتا ہے، حسین ﷜ میرے نواسوں میں سے ایک (عظیم الشان) نواسہ ہے۔''

[صحیح بُخاری : 3753 ، جامع ترمذی : 3769 اور 3775 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

63 سیدنا ابوعبداللہ تابعی رحمہ اللہ کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ اَپنے والد سے بیان کرتے ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ کیلئے (سفر میں) سامانِ طہارت کا بندوبست کرتے تھے کہ وہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ کے ساتھ سفر میں تھے، جب آپ ﷜ صفین کو جاتے ہوئے (مقام) نینوی کے برابر پہنچے تو آپ ﷜ نے بلند آواز سے کہا: ''اَے ابوعبداللہ! (یہ سیدنا حسین بن علی ﷜ کی کنیت تھی) فرات کے کنارے صبر کرنا، اَے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا۔'' مَیں نے پوچھا: ''کیا (خاص) بات ہوگئی (اَے امیر المومنین!)؟ '' سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ نے فرمایا: ''ایک دن مَیں رسولُ اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو رَواں تھے، میں نے (بے چین ہوکر) عرض کیا: ''کیا آپ ﷺ کو کسی نے ناراض کیا ہے ؟ آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟'' رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں! بلکہ اَبھی اَبھی سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں اور اُنھوں نے مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ خبر دی ہے کہ بیشک حسین ﷜ کو فرات کے کنارے قتل کردیا جائے گا۔ پھر اُنھوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ ﷺ کو حسین ﷜ کے مقتل کی مٹی لاکر دِکھاؤں؟ مَیں نے کہا ہاں دکھاؤ ! چنانچہ اُنھوں نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دی، تو اِس پر مَیں اَپنے آنسو نہ روک سکا۔''

[مُسندِ احمد : 648 (جلد - 1 ، صفحہ - 85) ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

64 سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن میں نے دوپہر کے وقت رسولُ اللہ ﷺ کو (خواب میں) دیکھا، (اِس حال میں) کہ آپ ﷺ کے بال مبارک بکھرے ہوئے، اور آپ ﷺ پہ گرد پڑی ہوئی ہے، اور آپ ﷺ کے پاس ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: '' اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! یہ کیا (ماجرہ) ہے ؟ '' رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''یہ حسین ﷜ اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صبح سے اِکٹھا کررہا ہوں۔'' سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''ہم نے وہ (خواب والا) دِن یاد رکھا، اور پھر (بعد میں) ہم نے تصدیق کرلی کہ اُسی (61 - ہجری میں 10 - محرم الحرام کے) دِن وہ (سیدنا حسین ﷜ میدان کربلا میں) قتل کیے گئے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 2165 (جلد - 1 ، صفحہ - 242) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

65 سیدنا شہر بن حوشب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کی زوجہ اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا، جب سیدنا حسین بن علی ﷜ کی شہادت کی خبر آئی، تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ عراق پر لعنت کی اور کہا: ''اُنہوں نے اُن (سیدنا حسین بن علی ﷜) کو مارڈالا ہے، اللہ تعالیٰ اُن (عراقیوں) کو غارت کرے، پہلے اُنھیں دھوکہ دیا اور (پھر) ذلیل کیا، اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے، مَیں (اُم المومنین) نے رسولُ اللہ ﷺ کو خود دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس صبح صبح ایک ہنڈیا لے کر آئیں جس میں عصیدہ (ایک قسم کا حلوہ) تھا، جو اُنھوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا، وہ ایک تھالی میں لے کر آئیں اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارا چچازاد (سیدنا علی بن ابی طالب ﷜) کہاں ہے؟ '' اُنھوں نے عرض کیا: ''وہ گھر میں ہیں '' آپ ﷺ نے حکم اِرشاد فرمایا: ''جاؤ اُسے بلاکر لاؤ اور دونوں بچوں کو بھی لانا۔'' اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) اُن دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) کو ایک ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے لے کر آئیں اور پیچھے سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ تشریف لارہے تھے۔ جب سب رسولُ اللہ ﷺ کے پاس آگئے تو آپ ﷺ نے اُن دونوں کو گود میں بٹھایا، سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ آپ ﷺ کے دائیں جانب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں طرف تشریف فرما ہوئیں۔ اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے میرے نیچے سے خیبری چادر کھینچ نکالی جسے ہم بطور بستر استعمال کرتے تھے۔ وہ چادر آپ ﷺ نے اُن سب پر اوڑھادی اور بائیں دَستِ مبارک سے چادر کے دونوں کنارے پکڑے رکھے اور دائیں ہاتھ کو رب عزوجل کی جانب پھیرا اور دُعا فرمائی: ''اَے اللہ تعالیٰ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے ناپاکی دُور فرمادے اور انہیں خوب پاک فرمادے۔'' آپ ﷺ نے 3- مرتبہ اِنھی الفاظ میں دُعا فرمائی۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مَیں نے عرض کیا: ''اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! کیا مَیں آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟ '' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! تم بھی چادر میں آجاؤ۔'' سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: '' مَیں بھی چادر میں داخل ہوگئی لیکن آپ ﷺ اَپنے چچازاد سیدنا علی ﷜ ، اَپنے نواسوں اور اَپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے دُعا فرماچکے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 26592 (جلد - 6 ، صفحہ - 298) ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

66 سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: '' مَیں نے خود جنات کو سیدنا حسین ﷜ پر نوحہ کرتے (روتے) ہوئے سُنا ہے۔''

[المُعجم الکبیر لِلطبرانی : 2867 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

67 سیدنا انس بن مالک ﷜ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی ﷜ کا سَر مبارک ایک تھال میں رکھ کر (کوفہ میں یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا تو وہ اُسے (چھڑی سے) ہلکی ضرب لگانے لگا اور اُنکے حُسن کے متعلق (گستاخانہ اَنداز میں) کچھ کہا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اُس موقع پر سیدنا انس ﷜ نے فرمایا: ''یہ (سیدنا حسین ﷜) رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل وصورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔'' اور اُس وقت اُنکے بال وَسمہ (بوٹی کے کالے رنگ) سے رَنگے ہوئے تھے۔ **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا انس بن مالک ﷜ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا حسین بن علی ﷜ کا سَر مبارک لایا گیا تو اُس نے چھڑی اُنکی ناک پر ماری اور کہا کہ میں نے اِن

جیسا حُسن رکھنے والا کبھی نہیں دیکھا، مَیں (سیدنا انس بن مالک ؓ) نے کہا کہ سیدنا حسین بن علی ؓ تو رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل و صورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔''

[صحیح بُخاری : 3748 ، جامع ترمذی : 3778 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : إسنادہ صحیح]

68 سیدنا عمارہ بن عمیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مختارِ ثقفی کی فوج جنگ کے بعد یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سَر کاٹ کر لائی تو اُن سَروں کو ایک قطار میں مسجد میں (لوگوں کی عبرت کیلئے) رکھ دیا گیا۔ مَیں بھی وہاں پہنچا تو لوگ (کسی خوفناک شے کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: '' وہ آیا ! وہ آیا ! '' اَچانک مَیں نے ایک سانپ دیکھا جو سَروں کے درمیان سے گزرتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گُھس گیا اور تھوڑی دیر اُسکے سر میں رُکا پھر نکل کر غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر شور مچا: '' وہ آیا ! وہ آیا ! ''

سیدنا عمارہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اِس طرح اُس (سانپ) نے دو یا تین بار یہ عمل دہرایا۔'' [جامع ترمذی : 3780 ، قال الامام الترمذی و الشیخ الالبانی : إسنادہ صحیح]

69 سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: '' محمد ﷺ کے قرب کو آپ ﷺ کے اہلِ بیت (کی محبت اور قربت) میں تلاش کرو۔''

جامع ترمذی اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو (کہ مَیں اُسکا بندہِ خاص اور رسول ﷺ ہوں) اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت رکھو۔''

[صحیح بُخاری : 3751 ، جامع ترمذی : 3789 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4716 ، قال الامام حاکم و الذھبی : إسنادہ صحیح]

70 سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک کندھے پر سیدنا حسن ؓ اور دوسرے پر سیدنا حسین ؓ کو سوار کر رکھا تھا، اور باری باری دونوں کو چوم رہے تھے، اِسی حالت میں آپ ﷺ ہمارے پاس آ پہنچے تو ایک شخص نے عرض کیا: ''اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! کیا آپ ﷺ اِن دونوں سے محبت رکھتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اور جو اِن دونوں سے محبت رکھے، تو گویا کہ اُس نے مجھ سے محبت رکھی، اور جس نے اِن دونوں سے بُغض رکھا تو گویا کہ اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک)

[المُستدرک لِلحاکم : 4777 ، قال الامام حاکم و الذھبی و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : إسنادہ صحیح]

71 سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اُس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو کوئی بھی بُغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اُسے آگ میں داخل کرے گا۔'' المُستدرک لِلحاکم کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَے اولادِ عبدالمطلب ! مَیں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے 3- دُعائیں مانگی ہیں کہ تمہیں ثابت قدم رکھے، اور تم میں سے بھٹکے ہوئے کو ہدایت بخشے، اور تم میں سے جاہلوں کو علم عطا فرمائے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی مانگی ہے کہ وہ تمہیں سخاوت والا بہادر اور رحم دل بنائے۔ (اور یاد رکھو !) اگر کوئی شخص حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان جم کر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا رہے، مگر (اسکے ساتھ وہ شخص) محمد ﷺ کے اہلِ بیت سے بُغض رکھنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے (مرنے کے بعد قیامت میں) ملاقات کرے تو ضرور آگ میں جائے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4717 اور 4712 ، السلسلۃ الصحیحۃ : 2488 ، قال الامام حاکم و الذھبی و الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : إسنادہ صحیح]

72 سیدنا ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: '' اگر (بالفرض) میں قاتلانِ سیدنا حسین ؓ میں شامل ہوتا، اور (بالفرض) میری بخشش بھی ہو جاتی، اور (بالفرض) مجھے جنت میں بھی داخلہ نصیب ہو جاتا، تو پھر بھی مجھے اِس بات سے شرم آتی کہ میں رسولُ اللہ ﷺ کے پاس سے گزروں اور آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑے (کہ یہ سیدنا حسین ؓ کا قاتل تھا)۔''

[المُعجم الکبیر لِلطبرانی : 2829 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : إسنادہ صحیح]

آخری نصیحت

اِمامِ اہلِ سنت سیدنا اِمام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (اَلمُتوفّٰی- 204 ھجری) پر جب ناصبی اور یزیدی علماء نے آلِ محمد ﷺ سے محبت کے مقدس جرم میں رافضی (اہلِ تشیع) ہونے کا جھوٹا اِلزام لگایا تو اُنھوں نے وہ شہرہ آفاق شعر کہا جو اُنکے اَپنے دیوان میں ہے: اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ... فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیٌّ

ترجمہ : '' اگر آلِ محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام (بالفرض) رافضیت ہی ہے، تو تمام جن اور اِنسان اِس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مَیں رافضی ہوں۔'' [دیوانُ الشافعی]

نوٹ اہلِ سنت کے حق پر مبنی صحیح مؤقف کو جاننے کیلئے ریسرچ پیپر نمبر 5-a کا ضرور مطالعہ فرمائیں: ''رافضیت، ناصبیت اور یزیدیت کا تحقیقی جائزہ''

اور فرقہ واریت کی لعنت سے پاک ہماری ویب سائٹ www.AhleSunnatPak.com کو وِزٹ کریں اور اُس پر موجود اِسی موضوع سے متعلق 15- ویڈیو لیکچرز ضرور دیکھیں:

1 مسئلہ نمبر 48 : فکرِ حسین ؓ تحریکِ خلافت کی روح ہے 2 مسئلہ نمبر 55-a : علمِ لدنی سے متعلق رافضیوں اور صوفیاء کے عقائد کا تحقیقی جائزہ 3 مسئلہ نمبر 55-b : وصیِ رسول ﷺ کون ہے؟ اور حدیث قرطاس کا تحقیقی جائزہ 4 مسئلہ نمبر 61 : حسینیت اور یزیدیت کا تحقیقی جائزہ 5 مسئلہ نمبر 65 : سیدنا عمر فاروق ؓ کے صحیح فضائل 6 مسئلہ نمبر 66-a : محرم الحرام اور واقعہ کربلا سے متعلق 5- علمی نکات 7 مسئلہ نمبر 66-b : سیدنا حسین بن علی ؓ کے صحیح فضائل 8 مسئلہ نمبر 94 : غزوۂ تبوک میں مومنین صحابہ کرام ؓ اور منافقین کے کردار کا فرق ! 9 مسئلہ نمبر 96 : عظمتِ صحابہ کرام ؓ اور سنی و شیعہ کے اِختلاف کا تحقیقی جائزہ 10 مسئلہ نمبر 101 : خلافت و ملوکیت، صحیح مسئلہ خروج اور فکرِ سیدنا حسین ؓ حق پرستی کی علامت ہے ! 11 مسئلہ نمبر 102 : فضائلِ سیدنا حسین ؓ اور یزید بن معاویہ کے کرتوتوں پہ دِفاع کا تحقیقی جائزہ 12 مسئلہ نمبر 116-a : جنگِ صفین اور مشاجراتِ صحابہ ؓ پر ڈاکٹر اسرار رحمہ اللہ کے بیان کا تحقیقی جائزہ 13 مسئلہ نمبر 116-b : سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت کی حقیقی وجہ کیا تھی ؟ 14 مسئلہ نمبر 127-b : اِمام مہدی ؑ کی پوری دنیا پہ خلافت اور سنی و شیعہ کا اِجماع 15 مسئلہ نمبر 124-a ، 124-b ، 124-c اور 124-d : اِنجینئر محمد علی مرزا پر بعض فرقہ پرست علماء کی جانب سے لگائے گئے 10- جھوٹے اِلزامات کے علمی جوابات !